قرآن وحدیث کی روشنی میں

محفلِ میلاد





تالیف

ابو بکر جابر الجزائری

ترجمہ

مُشتاق احمد ندوی

اعتقاد پبلشنگ ہاؤس (رجسٹرڈ)
۱۵۶۱- کوتانہ اسٹریٹ، سوئیوالان، نئی دہلی ۲-۱۱۰۰۰

بسم الله الرحمن الرحيم

قرآن وحدیث کی روشنی میں

محفل میلاد

تالیف:

ابوبکر جابر الجزائری

ترجمہ:

سید مشتاق علی ندوی



اعتقاد پبلشنگ ہاؤس پرائیویٹ لمیٹڈ

۳۰۹۵، سرسید احمد روڈ دریاگنج، نئی دہلی ۲-۱۱۰۰۰

نام کتاب	:	محفل میلاد
مصنف	:	ابو بکر جابر الجزائری
ترجمہ	:	سید مشتاق علی ندوی
ناشر	:	اعتقاد پبلشنگ ہاؤس
قیمت	:	۳۰/روپے

فہرست مضامین

کلمۂ مترجم	5
اہم علمی مقدمہ	7
بدعت اور سنت	16
قولی بدعت کی مثال	20
فعلی بدعت کی مثال	22
بدعت اور مصالح مرسلہ میں فرق	24
عام میلاد اور ان شرعی حیثیت	30
میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت	36
محفل میلاد منعقد کرنے کی لوچ اور لچر دلیلیں	38
کچھ کمزور شبہات اور ان کا رد	41
نعم البدل	48
میلاد میں غلو برا ہے	50
غیر مناسب سختی	54
اختتام	57

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۂ مترجم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلاَۃُ وَالسَّلاَمُ عَلٰی اَشْرَفِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ وَمَنْ تَبِعَھُمْ بِاِحْسَانٍ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

۱۰ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ بروز بدھ عصر کے بعد مسجد نبوی کے صحن (صفۂ نبوی کے سامنے) میں بیٹھا تھا' اور یہ کتابچہ میرے ہاتھ میں تھا۔ ایک اردوداں شخص نے کتابچہ میرے ہاتھ میں دیکھ کر سوال کیا۔ یہ کیا ہے؟ اس وقت تک میں نے کتابچہ کا پورا مطالعہ نہیں کیا تھا۔ جستہ جستہ نظرڈالی تھی اس کی روشنی ہی میں جواب دیا کہ شیخ ابوبکر جزائری ایک بہت بڑے عالم نے میلاد کے بارے میں لکھا ہے کہ یہ بدعت ہے اس میں جو رسومات ادا کی جاتی ہیں ان کا شریعت میں ثبوت نہیں وہ شخص ناراض ہوگیا اور کہا اچھا تم بھی اسی جماعت سے تعلق رکھتے ہو جو رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کرتی ہے؟ اس قسم کے چند اور جملے اس نے کہے۔ میں نے سنجیدگی سے جواب دینا چاہا۔ لیکن بات نہ ہو سکی اور میں اٹھ کر چلا آیا۔ لیکن دل ودماغ پر ایک چوٹ لگی اور اس موضوع پر سوچتا رہا' ساتھ ہی تقریباً دس ۱۰ سال سے قبل کا واقعہ یاد آیا کہ جب میری والد مرحومہ (غفر اللّٰہ لھا ورحمھا) نے مجھے ایک محفل میلاد میں اس لئے بھیجا کہ سیرت پاک بیان کروں میں نے سیرت کے موضوع پر اپنی معلومات ومطالعہ کے مطابق تقریر کی اور میرے برادر معظم حافظ سید یونس علی مرحوم (غفر اللہ لہ) نے قرآن مجید کی تلاوت کی' اس کے بعد معلوم ہوا کہ ا۔ کچھ اور خرافات بھی ہوں گے' میں نے اس سے منع کیا تو مجمع چیں بہ جیں

ہونے لگا۔ جس میں میرے بعض اقربا بھی تھے جن سے کچھ سخت وست باتیں بھی اس سلسلہ میں ہوگئیں جس سے مجمع منتشر ہوگیا۔

حرم نبوی میں جب یہ واقعہ پیش آیا تو سوچا کہ اپنی کم علمی کے باوجود جو کر سکتے ہیں کرنا چاہئے اور اس موضوع پر ضرور کچھ نہ کچھ حق بیان کرنے کی نیت سے کوشش کرنی چاہئے' چنانچہ سوچا کہ کیوں نہ اس کتابچہ سے ہی ابتداء کی جائے؟ کہ دار ہجرت میں مقیم ایک مقبول عام عالم وواعظ کی تصنیف ہے' اس کو اردو میں منتقل کر کے اپنے ان بھائیوں کے ہاتھ میں دیدی جائے شاید اللہ تعالیٰ ہدایت وتوفیق کی راہیں کھول دے۔

اسی شام کو قیام گاہ پر آکر کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا جس سے اس کی اہمیت وافادیت کا مزید اندازہ ہوا کہ بہت ہی سنجیدہ اور سلجھے انداز سے اس موضوع کو واضح کیا گیا ہے اور اس موضوع پر صغر حجم کے باوجود مفید ومؤثر ہے حقیقت پسندی سے قرآن وحدیث کی روشنی میں محفل میلاد کا جائزہ لیا گیا ہے اور آخر میں "نعم البدل" کے عنوان سے جو لکھا گیا ہے وہ بھی ایک مسلمان کے لئے دینی وروحانی ترقیات کے لئے بہترین نسخہ ہے۔

صاحب کتاب سے ترجمہ کی اجازت لی اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے چند دن میں ترجمہ سے فارغ ہوگیا لیکن پھر یہ سوچ کر کہ ترجمہ معیاری نہیں۔ شائع کروانے کا خیال چھوڑ دیا تقریباً سال بھر یونہی رکھا رہا پھر خیال آیا کہ ترجمہ ہو یا نہ مضمون معیاری ہے اس لئے اس کو شائع ہونا چاہئے' چنانچہ ترجمہ ڈاکٹر سید محمد اجتباء ندوی صاحب (استاد اسلامی یونیورسٹی مدینہ منورہ) اور ڈاکٹر (ف) عبدالرحیم (استاد اسلامی یونیورسٹی) کو دکھایا۔ دونوں حضرات نے تحسین کی اور بہت ہمت افزائی کی۔

یہ رپورٹ میں نے مصنف کتاب کو دکھائی' جس پر انہوں نے خوشی کا اظہار کیا اور دعائیں دیں اور دس ۱۰۰۰۰' ہزار نسخے چھپوانے کا وعدہ کیا لیکن میرے ذہن میں آیا کہ اگر یہ "دارالافتاء" سے شائع ہوجائے تو زیادہ بڑی تعداد شائع ہونے کا امکان ہے اور تقسیم میں بھی سہولت ہوگی یہ بات میں نے مصنف کے سامنے رکھی تو انہوں نے "دارالافتاء"

کے صدر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز کے نام خط لکھ دیا جس میں ترجمہ کا تعارف اور میری خواہش لکھی۔

۱۹ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ کو طائف جا کر شیخ کی خدمت میں خط اور ترجمہ پیش کیا جس پر انہوں نے پچاس ہزار نسخے چھپوانے کی منظوری لکھ دی اور مصنف کتاب کو ذمہ دار بنا دیا۔

اللہ کے فضل اور ان حضرات کے تعاون سے ترجمہ قارئین کے پیش خدمت ہے' تصنیفی میدان کی میری یہ پہلی کوشش ہے اگر اس میں کوئی اچھائی وخوبی ہے وہ محض اللہ کا فضل ہے اور جو کوتاہی وخامی ہے وہ میری بے بضاعتی کی دلیل' بس خلوص نیت سے اس امید پر کہ شاید اللہ تعالی ہمارے ان بھائیوں کو جو اس طرح کے رسومات وبدعات میں مبتلا ہیں سنجیدگی سے غور کرنے کی توفیق دے۔ یہ حقیر ترجمہ کی کاوش کا ثمرہ پیش کر رہا ہوں۔

آخری میں بارگاہ ایزدی میں شکر گذار ہوں کہ اس نے اپنے اس حقیر بندے کو یہ توفیق دی اور ساتھ ہی ان سب حضرات کا شکر گذار ہوں جنہوں نے اس ترجمہ میں کسی بھی نوعیت سے مدد کی خاص طور پر شیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز اور شیخ ابوبکر الجزائری کا کہ ان کے تعاون سے یہ ترجمہ شائع ہو رہا ہے۔ ڈاکٹر سید محمد اجتبا ندوی ڈاکٹر ف عبدالرحیم کا بھی جنہوں نے اپنا قیمتی وقت اس ترجمہ کو دیکھنے میں صرف کیا اور مفید مشورے دیئے یہاں اپنی شریک حیات کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہتا جنہوں نے مسودہ کی تبییض میں تعاون کیا اللہ تعالی ان سب حضرات کو جزائے خیر دے اور ترجمہ سے مسلمانوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے اور اگر یہ حقیر سا کام خدائے بزرگ برتر کے یہاں شرف قبولیت حاصل کر لے تو زہے نصیب۔

إِنْ أَرَدْتُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ۔

سید مشتاق علی ندوی

۲۴ رمضان المبارک ۱۴۰۵ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

میں اس موضوع "مولد نبوی" رسالت مآب ﷺ کی جلالت شان اور اس موضوع کی اہمیت ونزاکت کا تصور کر کے قلم اٹھاتے ہوئے بہت ہی متردد رہا لیکن جب اندازہ ہوا کہ پانی سر سے اوپر ہو رہا ہے اور مسلمانوں کے درمیان اس موضوع پر صرف لعن وطعن ہی نہیں بلکہ تکفیر تک بات پہنچ گئی ہے۔ تو میں یہ کتاب لکھنے پر مجبور ہوا۔ اس امید پر کہ شاید یہ کتاب اس طوفان بلاخیر کی کوئی حد متعین کردے۔ جو ہر سال امنڈتا ہے اور کتنے ہی مسلمان اس میں ہلاک وبرباد ہو جاتے ہیں۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔

ماہ میلاد "ربیع الاول" سے کچھ دن قبل میں نے بی' بی سی' لندن سے سنا کہ سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ عبدالعزیز بن باز' نے ان لوگوں پر کفر کا فتویٰ دیا ہے۔ جو میلاد شریف کی محفلیں سجاتے ہیں' جس سے عالم اسلام میں غیظ وغضب کی ایک لہر دوڑ گئی ہے۔

اس کو سنتے ہی میں انگشت بدنداں رہ گیا کہ کتنی جھوٹ وغلط اور خطرناک خبر ہے۔ جب کہ یہ بات خود اچھی طرح مشہور ومعروف ہے کہ مفتی اعظم اس کو بدعت کہتے ہیں اور اس سے روکتے ہیں نہ کہ جو محفل میلاد رچائے اور جو اس میں شرکت کرتے ہیں ان پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں شاید یہ سعودی حکومت پر خار کھائے ہوئے شیعہ حضرات کی سازش ہے۔ کیونکہ سعودی مملکت میں بدعات وخرافات شرک وگمراہی کا گذر نہیں۔

بات جو بھی رہی ہو' یہ معاملہ نازک ہوگیا ہے اور اہل علم پر واجب ہے کہ اس نازک مسئلہ میں حق کو بیان کریں' کیونکہ اس کی وجہ سے مسلمانوں کے درمیان بغض

وکراہیت اور لعن و طعن شروع ہو گئی ہے' کتنے لوگوں نے مجھ سے ناصحانہ انداز میں کہا کہ فلاں شخص کہتا ہے میں فلاں کو اس لئے ناپسند کرتا ہوں کہ وہ میلاد کا انکار کرتا ہے' کیا ہی عجیب بات ہے؟ کہ جو شخص بدعت کو برا کہے اور اس کو چھوڑنے کی دعوت دے وہ اس لائق ہے کہ مسلمان اس سے بغض رکھیں اور ناپسند کریں؟ مسلمانوں کا تو یہ فرض ہے کہ اس کو کو گلے لگائیں اور آنکھوں میں بٹھائیں نہ کہ اس کو کراہیت کی نظر سے دیکھیں اس سے بھی زیادہ افسوس ناک اور تکلیف دہ بات یہ ہے کہ یہ بات اڑائی جائے کہ جو لوگ میلاد کی بدعت کو برا سمجھتے ہیں یہ لوگ نعوذ باللہ رسول اللہ ﷺ سے بغض و کینہ رکھنے والے ہیں۔ آپ ﷺ کی محبت وعقیدت ان کی پاس سے نہیں گذری' اس سنگین جرم کا ارتکاب اللہ و آخرت پر ایمان والا کر سکتا ہے؟ جب کہ رسول اللہ ﷺ سے بغض آپ ﷺ سے محبت وعقیدت کا نہ ہونا کھلا ہوا کفر ہے۔ اس کے بعد اس شخص کی اسلام سے کیا نسبت؟ نعوذ باللّٰہ تعالٰی۔

یہ سب دیکھ کر میں نے یہ کتابچہ لکھا ہے' تاکہ جو ذمہ داری بیان کرنے کی عائد ہوتی ہے۔ وہ پوری ہو جائے۔ اور اس امید پر کہ شاید اس فتنہ کا سدباب ہو جائے جو ہر سال نئے انداز سے ابھرتا ہے اسلام کی مشکلات میں اضافہ اسلام اور مسلمانوں کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔

وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ وَحْدَهُ التُّكْلَانُ



اہم علمی مقدمہ

جو یہ کتابچہ پڑھنا چاہے۔ تاکہ میلاد کے سلسلہ میں شرعی حکم معلوم کرے میں اس کو ناصحانہ ومخلصانہ مشورہ دیتا ہوں کہ اس مقدمہ کو کئی مرتبہ پوری توجہ کے ساتھ پڑھے یہاں تک کہ اس کو اچھی طرح ذہن نشین کرلے۔ اور مطمئن ہوجائے' چاہے اس کو دس مرتبہ ہی کیونکہ نہ پڑھنا پڑے اور اگر اس کو سمجھنے میں دشواری ہو رہی ہو تو کسی طالب علم سے اس کو پڑھے تاکہ اس کو اچھی طرح اور صحیح سمجھنے میں مدد ملے۔ اس مقدمہ کو سمجھنا صرف میلاد کے مختلف فیہ مسئلہ میں ہی فائدہ نہیں۔ بلکہ بہت سے وہ دینی مسائل جن میں اکثرلوگوں کے درمیان اختلاف ہوتا ہے کہ آیا یہ بدعت ہے یا سنت ہے؟ توکیا یہ بدعت ضلالت وگمراہی ہے یا بدعت حسنہ ایسے اکثر مسائل میں سودمند ثابت ہو گا۔

انشاء اللہ کوشش کرونگا کہ مسلماں قارئین کے لئے اشارہ کنایہ کو چھوڑ کر اور مثالیں دیکر صورت مسئلہ واضح کروں اور فہم سے بالکل قریب کردوں تاکہ یہ اہم مقدمہ سمجھ میں آجائے' جو ایک کنجی ہے ان بہت سے الجھے اور پیچیدہ مسائل کے لئے جن میں اختلاف ہوتا ہے کہ یہ دین اور سنت ہے کہ اس پر عمل کیا جائے یا ضلالت وبدعت ہے۔ جس کا چھوڑنا واجب اور اس سے اجتناب ضروری ہے۔

اللہ کا نام لے کر شروع کرتا ہوں اور کہتا ہوں۔ میرے مسلمان بھائی یہ بات اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے ہمارے نبی حضرت محمد ﷺ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا اور لوگوں کی ہدایت واصلاح دنیا وآخرت کی کامیابی اور کمالات حاصل کرنے کے لئے اپنی کتاب، ان پر اتاری اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

يٰاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَا اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَاعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ وَّيَهْدِيْهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا۔

"اے لوگو یقیناً تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک دلیل آ چکی ہے اور ہم نے تمہارے پاس ایک صاف نور بھیجا ہے' سو جو لوگ اللہ پر ایمان لائے اور انہوں نے اس کو مضبوط پکڑا' سو ایسوں کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمت میں داخل کریں گے اور اپنے فضل میں اور رہنے تک ان کو۔ سیدھا راستہ بتا دیں گے۔"

اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ لوگوں کی اصلاح' ان کے اخلاقی وروحانی کمالات کی تکمیل صرف وحی الٰہی کے ذریعہ [1] جو کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی شکل میں ہمارے سامنے ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی بھی حکم کی وحی نازل فرماتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ اس کی تبلیغ اور اس پر عمل کرنے کی کیفیت وصورت بتاتے ہیں مومن اس پر عمل پیرا ہو کر کمال وسعادت حاصل کرتے ہیں۔

معزز قاری: ہم خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ ہدایت و اصلاح حاصل کرنے کے بعد انسان کی تکمیل و سعادت کے لئے وحی ربانی (جو کتاب و سنت میں ہے) پر عمل کرنے کے علاوہ کوئی راستہ اور طریقہ نہیں۔

خرد مند قاری: اس کا راز یہ ہے کہ' اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے یعنی ان کا پیدا کرنے والا ان کی نشوونما اور تربیت ودیکھ بھال کرنے والا' ان کے امور مین تصرف کرنے والا اور ان کا مالک ہے انسان سب کے سب موت و زندگی' رزق و روزی' تربیت و ہدایت' صلاح و واع پرہیزگاری اور دنیا و آخرت کی کامیابی حاصل کرنے کے لئے اس کے محتاج محض ہیں۔

---

(۱) سورہ النساء رقم آیت:۱۷۵' آیت میں "دلیل" سے اکثر مفسرین کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی ذات مراد ہے اور صاف نور سے قرآن کریم ہی ہو سکتی ہے۔

اور جس طرح اللہ تعالی نے پیدائش و افزائش کے کچھ طریقے بنا دیئے ہیں جن پر مخلوقات کی پیدائش ہوتی ہے۔ یعنی نر و مادہ کے درمیان اتصال' اسی طرح اللہ تعالی نے ہدایت و اصلاح کے کچھ راستے بنائے ہیں' تو جس طرح پیدائش اپنے فطری طریقوں پر ہی ممکن ہے اسی طرح ہدایت و اصلاح بھی اللہ کے بنائے ہوئے راستے پر ہی مل سکتی ہے۔ اور وہ ہے جو اللہ تعالی نے اپنی کتاب اور اپنے رسول محمد ﷺ کے ذریعے بتائے ہیں۔ ان پر گامزن ہونا۔ اور جس طرح رسول اللہ ﷺ نے سکھایا ہے اسی طرح چلنا اس کی تطبیق اور نافذ کرنا۔ اس سے یہ بات اچھی طرح معلوم ہو گئی ہے کہ اللہ تعالی کے بنائے ہوئے طریقے کو چھوڑ کر ہدایت و سعادت اور کمالات کسی بھی طرح ممکن نہیں۔

مذاہب باطلہ' یہودیت' عیسایت' مجوسیت کا حال آنکھوں کے سامنے ہے دیکھا جا سکتا ہے کہ 'کیا وہ ان مذاہب سے ہدایت یافتہ ہو سکے' یا کمالات و سعادت ملی؟

یہ صرف اس لئے کہ وہ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے نہیں' جس طرح ہم ان قوانین کا حال دیکھ رہے ہیں۔ جن کو انسان نے عدل و مساوات قائم کرنے' جان و مال' عزت و آبرو کی حفاظت اور اخلاق کی تکمیل کے لئے وضع کئے ہیں' کیا وہ اپنے مقصد کو پورا کر سکے؟ جواب یقیناً نفی ہی میں ہے کیوں کہ صورتحال یہ ہے کہ کرہ ارض جرائم و مہلک اشیاء سے بھر گئی ہے۔ بالکل ایسا ہی معاملہ اہل بدعت کا ہے کہ وہ امت اسلامیہ میں سب سے زیادہ فاسد و فاسد العقول' اخلاقی اعتبار سے پست اور عزت نفس سے کورے لوگ ہوتے ہیں اور ایسا ہی حال آج ان مسلمانوں کا دیکھنے میں آرہا ہے جو اللہ کے بتائے ہوئے طریقہ سے ہٹ کر انسانوں کی خود ساختہ راہ پر گامزن ہو گئے اور وہ قوانین اختیار کر لئے جو منزل من اللہ نہیں ہے (اللہ کی طرف سے) کس طرح ان میں اتفاق و اتحاد کا فقدان ہے؟ وہ کتنے ہی ذلیل و خوار ہو رہے ہیں؟ یہ سب نتیجہ ہے وحی ربانی پر عمل پیرا نہ ہونے کا۔

دیکھئے۔ قرآن مجید شرع اللہ کے علاوہ کس طرح ہر طریقے کی مذمت کر رہا ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

اَمْ لَهُمْ شُرَكَاءُ شَرَعُوْا لَهُمْ مِنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْ بِهِ اللّٰهُ وَلَوْلَا كَلِمَةُ الْفَصْلِ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ (الشوریٰ)

"ان کے لئے ایسا دین مقرر کر دیا ہے جس کی خدا نے اجازت نہیں دی' اور اگر (خدا کی طرف سے) ایک قول فیصل (ٹھہرایا ہوا) نہ ہوتا تو (دنیا ہی میں) ان کا فیصلہ ہو چکا ہوتا۔"

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ملاحظہ فرمایئے' فرماتے ہیں۔ "جس شخص نے دین میں وہ چیز ایجاد کی جو اس میں نہیں تو وہ مردود ہے مقبول نہیں۔ اور جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین میں نہیں تو وہ ناقابل قبول ہے (رواہ مسلم)

یعنی اس کے کرنے والے کے منہ پر مار دیا جائے گا اور پھر اجر و ثواب کی تو امید ہی کیا' وجہ صرف یہ ہے کہ جس کام کا اللہ نے حکم نہیں دیا اس میں نہ تزکیہ نفس کی صلاحیت ہے اور نہ طہارت باطن کے سلسلہ میں وہ مؤثر' کیونکہ تزکیہ وطہارت کا اس کے اندر مادہ ہی نہیں جو صرف اللہ تعالیٰ نے ان ہی اعمال میں ودیعت کیا ہے جن کے کرنے کا حکم دیا ہے اور جو اس نے بتائے ہیں۔

اشیاء خورد ونوش میں غور کر لیجئے' اللہ تعالیٰ نے پھلوں اور گوشت میں کس طرح غذائیت پیدا کردی ہے؟ ان کے کھانے سے جسم کو توانائی و قوت ملتی ہے اور اس کی نشوونما اور طاقت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف مٹی' لکڑی اور ہڈی کو دیکھئے۔ ان میں غذائیت نہیں بس اسی طرح سمجھ لیجئے کہ بدعت پر عمل کرنا ایسا ہی ہے جیسا مٹی لکڑی اور ہڈی سے پیٹ بھرنا جس طرح ان چیزوں کے کھانے والے کو غذا کا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا' اسی طرح بدعات پر عامل شخص کی نہ روح کی صفائی ہو سکتی اور نہ اس کا تزکیہ نفس ہو سکتا۔

اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ہر وہ عمل جس سے اللہ کا تقرب اور ناکامی و شقاوت سے نجات پانے کے بعد کمالات و سعادت مطلوب ہو اس کے لئے سب سے پہلے ضروری ہے کہ کام وہ ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب یا اپنے رسول ﷺ کی زبانی بتایا' پھر وہ اسی طرح ادا کیا جائے۔ جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا' کمیت (تعداد) کا لحاظ

رکھا جائے کہ نہ کم ہونے پائے اور نہ کوئی چیز زائد ہو۔ کیفیت کی رعایت بھی رکھی جائے کہ اس کے کسی جز میں بھی تقدیم و تاخیر نہ کرے' وقت کا خیال رکھا جائے کہ اس کے متعین وقت کے علاوہ نہ کرے ۔ جگہ کی تعیین میں بھی غلطی نہ کرے۔ کہ جو شارع نے اس کے لئے بتائی ہے اس کے علاوہ نہ ہو۔ اگر اس کے کام کرنے والے کا مقصود اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر کے طاعت ہے' اور اس کی مرضیات پر گامزن ہو کر اس کا تقرب چاہتا ہے اور اسے محبوب بنانا چاہتا ہے وہ اس کا خیال رکھے کہ وہ کام مشروع ہو' جس طریقے پر رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا۔ اس طرح کرے پھر اس سے صرف رضائے الٰہی مطلوب ہو غیر اللہ کی طرف ادنی بھی التفات نہ ہو اگر ان مین سے ایک چیز پر بھی عمل چھوٹ گیا۔ تو وہ کام باطل ہو گیا۔ اور جب کام ہی خراب ہو گیا تو پھر اس سے طہارت و تزکیہ نفس کیسے حاصل ہو سکتا ہے؟ بلکہ ہو سکتا ہے کہ اس سے نفس میں خباثت و نجاست پیدا ہو جائے۔

اس حقیقت کو مزید وضاحت کے ساتھ سمجھنے کے لئے صبر و تحمل کے ساتھ مندرجہ ذیل مثالیں پڑھئے۔

(ا) نماز' یہ کتاب و سنت سے ثابت ہے' اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

فَاَقِيْمُوا الصَّلاَةَ اِنَّ الصَّلاَةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ كِتَابًا مُّوْقُوْتًا (النساء)

"تو نماز قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو یقیناً نماز مسلمانوں پر فرض ہے اور وقت کے ساتھ محدود ہے۔"

اور رسول اللہ کا فرمان ہے۔ پانچ نمازیں اللہ تعالی نی فرض کی ہیں کیا یہ کافی ہو گا کہ انسان جب چاہے جس طرح چاہے' کسی بھی جگہ نماز پڑھ لے؟

ہر گز نہیں' بلکہ اس کی تمام کیفیات کو ملحوظ رکھنا ضروری ہو گا' عدد رکعات؟

کیفیت ادا' زمان و مکان ہر چیز کا خیال ضروری ہے اگر کسی نے عمدا مغرب کی چار رکعت اور فجر کی دو رکعت کے بجائے ایک ہی پڑھی' تو اس کی نماز باطل'

اسی طرح اگر اس کی کیفیت ادا کا خیال نہ رکھا کسی رکن کو مقدم کسی کو موخر کر دیا

یا پھر اس نے زمان و مکان کا لحاظ نہ کیا' مغرب' غروب آفتاب سے پہلے یا ظہر زوال سے قبل ہی پڑھ لی تب بھی نماز صحیح نہیں اسی طرح اگر کسی نے سلاٹر ہاوس یا گھوڑے پر نماز پڑھی تو اس کا بھی اعتبار نہیں کہ طہارت مکان کی رعایت نہیں کی جبکہ وہ بھی شرط ہے۔

(۲) حج' کتاب اللہ سنت رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً (آل عمران)	"اور اللہ کے واسطے لوگوں کے زمہ اس مکان کا حج کرنا ہے (یعنی) اس شخص کے زمہ جو کہ طاقت رکھے وہاں تک کے سبیل کی۔"

اور حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر حج فرض کیا ہی تو حج کرو (رواہ مسلم وغیرہ)۔

اب سوال یہ ہے کہ بندہ کو کیا اس کا اختیار ہے کہ جس طرح چاہے جب چاہے حج کرے؟ جواب یقیناً نفی میں ہے بلکہ جو حج کرنا چاہے اس کو چار حثیات کی رعایت لازم ہے ورنہ اس کا حج صحیح نہیں۔ کمیت' طواف و سعی کے چکروں کی تعداد کا لحاظ رکھے۔

پانچ نمازیں اللہ تعالیٰ نے بندوں پر فرض کی ہیں جس نے ان کے تمام حقوق و آداب کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کی' اللہ تعالیٰ یہاں اس کے لئے وعدہ ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے گا' اور جس نے ادا نہیں کی تو پھر اس کے لئے اللہ تعالیٰ کے یہاں کوئی وعدہ نہیں' چاہے گا تو عذب دے گا اور اگر چاہے تو جنت میں داخل کردے گا۔ (رواہ مالک وغیرہ)۔

اگر عمدا ایک بھی زیادہ کیا یا کم کیا تو طواف و سعی فاسد۔

کیفیت : اگر طواف احرام باندھنے سے پہلے ہی کر لیا یا سعی طواف سے پہلے کر لی تب بھی حج صحیح نہیں۔

زمان : اگر عرفات میں ۹ ذی الحجہ کے علاوہ کسی وقت وقوف کیا تب حج درست نہ ہو گا۔

مکان : بیت اللہ یا صفا و مروہ کے علاوہ کا طواف کیا یا عرفہ کے علاوہ کسی اور جگہ وقوف کیا تو حج صحیح نہیں۔

روزہ : یہ ایک مشروع عبادت ہے' اللہ تعالیٰ و رسول ﷺ کا حکم موجود' اللہ کا حکم ہے۔

يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (سورة البقرة) "اے ایمان والو! تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے (امتوں کے) لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم (روزہ کی بدولت رفتہ رفتہ) متقی بن جاؤ۔"

"اور رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر افطار کرو' اگر ابر و بادل ہوں' اور تم کو صحیح پتہ نہ چلے تو پھر شعبان کے تیس دن پورے کرلو۔ (متفق علیہ)۔"

تو کیا بندہ کو اختیار ہے کہ جس طرح چاہے روزہ رکھ لے؟ ہرگز نہیں' بلکہ چار حیثیات کا خیال ضروری ہے' کمیت اگر انتیس یا تیس سے کم روزے رکھے یا ایک دو دن زیادہ کر دیئے تو روزہ صحیح نہیں ہو گا۔ کیونکہ کمیت یعنی عدد کا لحاظ نہیں رکھا گیا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلِتُكْمِلُوْا الْعِدَّةَ

کیفیت :اگر رات میں روزہ رکھا اور دن کو افطار کیا تب بھی صحیح نہیں۔

وقت :اگر شعبان یا شوال میں رمضان کو چھوڑ کر روزہ رکھا تب بھی غلط۔

مکان :یعنی روزہ رکھنے کے قابل ہونا۔ اگر حائضہ یا نفساء نے روزہ رکھا تو اس کا روزہ بھی باطل اسی طرح تمام عبادات کا معاملہ ہے' جب ہی سہی ہو سکتی ہیں اور اسی وقت قبول ہوں گی جب ذیل کی تمام شروط کو ملحوظ رکھا جائے۔

(۱) وحی ربانی نے ان کو مشروع کیا ہو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے۔

"جس نے کوئی ایسا کام کیا جو ہمارے دین میں نہیں تو وہ مقبول نہیں" (رواہ مسلم)

(۲) نیت خالص اللہ کے لئے ہو' ماسواہ کو اس میں ذرہ برابر بھی شامل نہ کرے

(۳) اس کو صحیح طریقے پر چاروں حیثیات کا لحاظ کرتے ہوئے ادا کرے، کمیت، کیفت زمان ومکان۔

برادر مسلم : اس سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ بدعت باطل اور ضلالت ہے باطل اس لئے کہ روح کو اس سے جلا نہیں مل سکتی، کیونکہ شریعت میں نہیں۔

یعنی نہ اللہ کا حکم ہے نہ رسول اللہ ﷺ کا، ضلالت و گمراہی اس لئے کہ کرنے والے کو حق سے گمراہ اور ایسے مشروع عمل سے دور کر دیا جس سے نفس کی صفائی ہوتی اور اللہ تعالیٰ طرف سے اجر وثواب کا مستحق قرار پاتا۔

تنبیہہ : برادر مسلم: یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ کتاب اور سنت سے ثابت عبادت پر کبھی بدعت کا رنگ یا زمانے کا زنگ اس کی کمیت، کیفیت، زمان ومکان پر لگ جاتا ہے۔ تو پھر وہ اپنا اثر کھو دیتی ہے۔ اور کرنے والا کسی اجر کا مستحق نہیں ہوتا، مثال کے طور پر ذکر کتاب وسنت سے مشروع ومطلوب ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا (الاحزاب) اے ایمان والو! تو اللہ کو خوب کثرت سے یاد کرو۔"

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے۔

"جو اپنے رب کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا اس کی مثال زندہ اور مردہ کی ہے" (رواہ بخاری و مسلم)

اس کے ثبوت کے باوجود بہت سے لوگوں کے یہاں اس میں بدعت کا رنگ آگیا اور اس کو خراب کر دیا" اس کے فوائد تزکیہ نفس، طہارت روح اور اس پر جو ثواب اور رضاء الٰہی ملتی اس نے اس کو محروم کر دیا۔ کیونکہ بعض لوگ ایسے الفاظ سے ذکر کرتے ہیں جن کا ثبوت نہیں، جیسے صرف اللہ، اللہ، اللہ یا صرف ہو، ہو، ہو، یا صرف یا لطیف، یا لطیف، یا لطیف کو دسیوں مرتبہ کہنا اور کچھ مانگنا نہیں یا پھر بعض لوگ طاؤس و رباب کے ساتھ ذکر کرتے ہیں۔ یا جیسے بعض لوگ مسنون الفاظ مثلاً "لا الہ الا اللّٰہ" وغیرہ سے یک جا ویک آہنگ ہو کر ذکر کرتے ہیں۔ جس کا ثبوت حضور ﷺ سے نہیں نہ آپ نے اس کا

حکم دیا اور نہ اجازت تو عبادت ذکر ایک عظیم الشان اور فضیلت والی عبادت ہے' لیکن جب اس کمیت' کیفیت میں بدعت کا اثر آگیا تو اس کا اثر ختم' اور کرنے والا اجر و ثواب سے محروم ہو گیا۔

محترم قاری: اس مفید مقدمہ کا خلاصہ یہ ہو کہ بندہ جو بھی عبادت' اور جو ثواب کا کام کرے تاکہ اللہ کے غیظ وغضب سے بچ کر اس کے فضل و کرم اور ہمیشہ کی نعمتوں سے سرفراز ہو اور اسے دنیاوی فضائل اور کامیابی حاصل ہو تو وہ صرف مشروع عبادت سے ہی مل سکتی ہے یعنی جس کا حکم اللہ نے اپنی کتاب یا اپنے رسول کی زبانی دیا ہو' یا پھر اس کی فضیلت و اہمیت بیان کی ہو' اور پھر اسی عبادت کی حیثیات اربع (چاروں) کمیت' کیفیت' وقت و مکان کا پورا پورا لحاظ رکھ کر مومن بندہ ادا کرے اور ساتھ ہی نیت خالص اللہ کے لئے کرے۔

اگر وحی ربانی سے اس عبادت کا ثبوت نہیں تو وہ بدعت ہے' اگر ثبوت ہے لیکن حیثیات اربع میں سے کوئی بھی اس کے کرنے میں نہ پائی گئی' یا اس میں بدعت شامل ہو گئی تو یہ بیکار و فاسد عبادت ہے' اور اگر اس میں شرک کا شائبہ بھی آگیا پھر تو یہ عبادت باطل اور اعمال کو باطل کرنے والی ہے' جس سے نہ کسی نفع کی امید اور نہ کسی ضرر کے دور ہونے کی توقع والعیاذ باللّٰہ تعالی۔



رواہ بخاری اور مسلم کے الفاظ ہیں' اس گھر کی مثال جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو اور جس میں نہ ہوتا ہو زندہ و مردہ کی مثال ہے۔

بدعت اور سنت

بدعت کی تعریف کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ سنت کی تعریف بیان کی جائے۔ کیونکہ اس کا تعلق کرنے سے ہے اور بدعت کا نہ کرنے سے' اور جو کام کیا جائے وہ مقدم ہوتا ہے اس پر جو چھوڑا جائے اور اس لئے بھی کہ سنت کی تعریف معلوم ہونے کے بعد بدعت خود بخود معلوم ہو جائے گی۔

سنت : لغت میں اس کے معنی ہیں وہ راستہ جس پر چلا جائے۔ جمع اس کی سنن ہے' شریعت میں ہر وہ نیکی و بھلائی کا کام جو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے حکم سے اپنی امت کو بتایا۔ اور وہ تمام اخلاق و فضائل جن کی آپ نے دعوت دی تاکہ ان سے آراستہ ہو کر کمالات و سعادت حاصل ہو۔

اگر وہ کام ایسا ہے جس کے کرنے اور اس پر پابندی کا حکم دیا ہی تو یہ واجبات ہیں۔ جن کا چھوڑنا مسلمان کے لئے جائز نہیں۔ اس کے علاوہ مستحبات ہیں جن کے کرنے والے کو ثواب اور چھوڑنے والے پر کوئی عتاب نہیں۔

عزیزی قاری : جس طرح نبی کریم ﷺ کے قول سے کسی کام کا ثبوت ہوتا ہی اسی طرح آپ کے فعل اور تقریر سے بھی ثبوت ہوتا ہے۔ آپ ﷺ نے کوئی کام کیا اور پابندی کی تو یہ بھی امت کے لئے سنت ہے' سوائے اس کے کہ کوئی دلیل مل جائے کہ یہ آپ ﷺ کی خصوصیات میں سے ہے جیسے مسلسل روزہ رکھنا وغیرہ۔

تقریر : آپ ﷺ نے کسی چیز کے بارے میں سنایا اس کو صحابہ رضی اللہ عنہم کو کرتے ہوئے دیکھا اور ایسا کئی مرتبہ ہوا اور پھر اس پر آپ نے منع نہیں فرمایا تو یہ کام سنت ہے۔ آپ تقریر سے اور اگر اس کا کرنا یا دیکھنا یا سننا کئی بار نہ ہوا ہو تو وہ سنت نہ ہو گا: کیونکہ سنت کا لفظ مشتق ہے تکرار سے اور یہ ماخوذ ہے "سن السکین" سے یعنی چھری کا کئی بار رگڑنا تاکہ

خوب تیز ہو جائے ایسی کہ جسم میں گھستی چلی جائے اور کاٹ کر رکھ دے۔ جو کام آپ ﷺ نے ایک مرتبہ کیا اور پھر اس کو نہیں کیا وہ سنت نہیں مثال کے طور پر ایک مرتبہ ظہر و عصر اور مغرب و عشاء کے درمیان بغیر عذر (مرض بارش وغیرہ کے جمع کیا' اس لئے ہی ایسا کرنا سب مسلمانوں کے نزدیک سنت نہیں)۔

جو کام آپ کے سامنے ایک مرتبہ کیا گیا اور آپ اس پر خاموش رہے تو یہ بھی مسلمانوں کے لئے سنت نہیں ہو گا جیسا کہ آتا ہے کہ آپ ﷺ صحابہ رضی اللہ عنہم کے ساتھ ایک سفر پر گئے ہوئے تھے' تو ایک خاتون نے "نذر" مانی کہ اگر آپ ﷺ خیرو عافیت سے واپس تشریف لے' آئے تو آپ کی واپسی پر آپ ﷺ کے گھر "دف" بجائے گی اور پھر اس عورت نے ایسا کیا[1] اور آپ ﷺ نے روکا بھی نہیں لیکن یہ سنت نہ ہو گا کیونکہ ایسا پھر کبھی نہ ہوا۔

اور جو کام آپ نے کئی بار کیا تو وہ سب مسلمانوں کے لئے بالاتفاق سنت ہے مثلاً: فرض نماز کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے آپ ﷺ کا صف کے درمیان بیٹھنا اس طرح بیٹھنے کا آپ نے حکم نہیں دیا لیکن صدہا مرتبہ اس کو کیا تو یہ ہر امام کے لئے سنت ہے۔ اور جس کام کو آپ ﷺ نے کئی بار ہوتا ہوا دیکھا یا اس کے سلسلے میں سنا اور پھر اس پر خموشی اختیار کی تو وہ بھی سنت ہے جیسے جنازہ کے سامنے اور پیچھے چلنا' آپ ﷺ نے کئی مرتبہ دیکھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ پیچھے چلتے ہیں اور کچھ آگے لیکن آپ ﷺ نے کبھی اس پر ان کو ٹوکا نہیں بلکہ خاموش رہے تو' یہ تقریر ہے اسی ہی لئے جنازہ کے پیچھے اور آگے چلنا خلاف سنت نہیں ہے۔

بردار مسلم : یہ ہے سنت نبوی' اس کو ہمیشہ یاد رکھو اور ساتھ ہی خلفاء راشدین ابوبکر' عمر' عثمان' علی رضی اللہ عنہم کی سنت کو بھی ملا لو۔ کیونکہ حضور ﷺ کا فرمان ہے میری اور میرے بعد ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کی سنت کو مضبوطی سے تھامو اور اس کو دانتوں سے پکڑ لو۔

یہ قصہ ابوداؤد اور ترمذی میں ہے۔

بدعت : بدعت سنت کی ضد ہے یہ مشتق ہے ابتداع الشئی سے ہی کسی چیز کو بغیر سابق نظیر کے ایجاد کرنا' اور یہ شرع کے عرف میں ہر وہ کام' چاہے اس کا تعلق اعتقاد سے ہو یا قول و فعل سے ہو' جو اللہ تعالی نے نہ تو اپنی کتاب میں بتایا اور نہ رسول ﷺ کی زبانی بتایا گیا دوسرے آسان الفاظ میں بدعت ہر وہ دینی کام ہے جو نہ تو رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مین تھا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں جس سے مقصود عبادت ہو یا تقرب الہی کا زریعہ سمجھا جائے' اعتقاد ہو یا قول و فعل ہو اور چاہے اس پر کتنے ہی تقدیس کے پردے ڈال دیئے جائیں۔ اور دینی شعار اور قربت و طاعت کی علامت سمجھا جائے۔

ذیل میں چند مثالیں اعتقادی' قولی و عملی بدعت کی ذکر کرتے ہیں' تاکہ بدعت کی حقیقت اچھی طرح معلوم ہو جائے۔ (اور رہا تعلق ہدایت کا اللہ ہی جس کو چاہتا ہے سیدھی راہ دکھاتا ہے)۔

وَاللّٰهُ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَاءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمَ

اعتقادی بدعت کی مثال : بہت سے مسلمانوں کا یہ اعتقاد کہ صلحاء بزرگوں کے دنیا میں دیوان ہیں' جو کہ خفیہ حکومت کے مشابہ ہیں اور ان میں اوامر و حکم صادر ہوتے ہیں یعنی کسی کو عہدہ دینا' کسی کو معزول کرنا' دینا لینا' نفع و نقصان کا فیصلہ وغیرہ صادر ہوتا ہے اور ان کے مناصب پر قطب و ابدال ہیں' اور ان سے یا (رجال الدیوان' یا اہل التعریف) وغیرہ الفاظ سے بہت سے لوگوں کو فریاد رسی اور دعا کرتے ہوئے سنا گیا۔

نمبر (۲) : اسی طرح یہ اعتقاد کہ اولیاء کی روحیں ان کی قبروں کے آنگنوں میں ہیں۔ جو بھی ان کی زیارت کرتا ہے وہ اس کی سفارش کرتے ہیں اور اس کی ضروریات پوری کرتے ہیں' اسی لئے ان کے پاس اپنی ضروریات پہنچاتے ہیں تاکہ وہ سفارش کریں اور کہتے ہیں جس کو کسی مشکل امر کا سامنا ہو وہ قبر والوں سے مدد حاصل کرے۔

نمبر (۳) : اور اسی طرح یہ اعتقاد رکھنا کہ بزرگ غیب جانتے ہیں اور لوح محفوظ کا براہ راست مطالعہ کرتے ہیں اور پھر اس میں وہ تصرف بھی کرتے ہیں چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ اسی لئے ان کے لئے جشن منائے جاتے ہیں' نذریں نیازیں مانتے ہیں اور ان کے ہر

سال مخصوص ایام میں مخصوص رسوم کے ساتھ عرس مناتے ہیں۔

یہ اور ان کے علاوہ بہت سی اعتقادی بدعات جن کا نہ تو رسول اللہ ﷺ کے پاک زمانے میں پتہ چلتا ہے اور نہ ہی صحابہ کرام کے دور میں ان کا سرا ملتا ہے اور نہ ہی قرون اولی میں جن کے بارے میں حضور ﷺ کا فرمان ہے "تم میں سب سے بہتر لوگ میرے زمانے کے ہیں اس کے بعد جو لوگ آئیں گے" اور اس کے بعد جو لوگ ہوں گے اس میں اس کا وجود ملتا ہے۔



قولی بدعت کی مثال

اللہ سے مانگنا بحق فلاں' بجاہ فلاہ کے الفاظ سے اس پر کچھ لوگوں نے عمل کیا' پھر سب چھوٹے بڑے' اول و آخر جاہل و عالم تک اس کی تقلید کرنے لگے اور اس کو عظیم الشان اور بڑے وسائل میں سے شمار کرنے لگے کہ اللہ تعالی اس پر وہ دیتا ہے جو دوسرے طریقے سے نہیں دیتا' اور اگر کسی نے اس سے روکنے کی جرائت کر دی تو پھر اس پر قیامت ٹوٹ پڑے گی وہ خارج از دین' دشمن اولیاء و صالحین قرار پائے گا جب کہ حقیقت یہ ہے کہ یہ قولی بدعت جس کو وسیلہ کا نام دے دیا گیا ہے۔ نہ تو رسول اللہ ﷺ کے عہد پاک میں تھی اور نہ ہی سلف صالحین کے دور میں اور نہ کتاب وسنت سے ثابت اس سلسلہ میں قرین و قیاس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ متشدد باطنیوں میں سے زنادقہ کی کارکردگی ہے کہ مسلمانوں کو ان مفید ترین اسباب سے روک دیا جائے جس سے ان کی تکلیفیں دور اور حاجتیں پوری ہوں' جیسے نماز' صدقہ' روزہ' اور ماثور و مسنون دعائیں اور ذکرواذکار۔

قولی بدعات میں سے وہ بھی ہے جو کہ اکثر صوفیا کے یہاں' حضرات الذکر" کے نام سے معروف ہے کبھی لفظ ہو ہو حی اور اللہ' اللہ' اللہ بلند آواز کھڑے کھڑے گھنٹہ دو گھنٹہ کہتے رہتے ہیں' یہاں تک کہ بعض کو بے ہوشی طاری ہو جاتی ہے۔

اور اس کیفیت میں بعض نامناسب کلمات' اور کبھی کفریہ الفاظ بھی زبان سے نکال دیتے ہیں' ان میں سے ایک نے اپنی بھائی کو مدہوشی و بے شعوری کے عالم میں مار ڈالا۔

اسی طرح وہ اجتماعات جن میں مرد اور داڑھی منڈے نعتیں اور قصیدے پڑھتے ہیں۔ طبلہ و تاشہ اور سارنگیاں بجتی ہیں قسم خدا پاک کی یہ سب چیزیں نہ تو رسول اللہ کے زمانے میں تھیں اور نہ صحابہ کرام کے دور میں یہ سب زنادقہ اور دین اسلام کو تباہ اور

امت اسلامیہ کو برباد کرنے والوں کو حرکتیں ہیں تاکہ مسلمانوں کا رخ مفید و نفع بخش چیزوں کے بجائے مضر اور ایذا رساں کی طرف اور سنجیدگی و معقولیت کے بجائے لہو لعب اور مزاح کی طرف کر دیا جائے۔



فعلی بدعت کی مثال

قبروں پر تعمیرات کرنا اور خاص طور پر جن کو بزرگ سمجھا جاتا ہو ان کی قبروں پر گنبد بنانا' ان کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کرنا اور وہاں ٹھہرنا' وہاں گائے بکرا ذبح کرنا' کھانا تقسیم کرنا' ان سب چیزوں کا نہ تو رسول اللہ ﷺ کے یہاں پتہ ہے اور نہ آپ کے صحابہ کے یہاں۔

اسی طرح بعض لوگوں کا مسجد حرام اور مسجد نبوی سے الٹے پاؤں نکلنا تاکہ بیت اللہ شریف یا قبر نبوی کی طرف پیٹھ نہ ہو' اس بدعت کا بھی صدر امت میں پتہ نہیں لگتا' بلکہ یہ غالی و متشدد لوگوں کی پیداوار ہے۔

اسی طرح بزرگوں کی قبروں پر لکڑی کے تابوت رکھنا اس کو قیمتی قسم کے حریر کا غلاف پہنانا' قبر کو دھونی دینا اور عود و بتیاں جلانا بھی بدعت ہے۔

مکرم قاری : یہ اعتقادی' قولی' وعملی بدعات کی وہ چند مثالیں ہیں جو عبادت میں پائی جاتی ہیں اسی طرح معاملات میں بھی بدعات ہیں جیسے زانی کو زنا کی حد قائم کرنے کی بجائے قید کرنا' اسی طرح چور کا ہاتھ کاٹنے کی بجائے قید کرنا اور اس کو مارنا اسی طرح گھروں سڑکوں اور بازاروں میں گانوں کو رواج دینا اور ان کو عام کرنا جب یہ بات معلوم ہے کہ اس طرح کے فحش گانوں اور بے جا مدح پر مشتمل اشعار کا پتہ سلف صالحین کے یہاں نہیں ملتا۔

عملی بدعات میں سے سود کا لین دین' اس کا اعلان اور اس پر نکیر نہ کرنا' اسی طرح عورتوں کا بے پردہ بناو سنگھار کے ساتھ نکلنا عام و خاص جگھوں پر مردوں سے اختلاط کرنا یہ سب کی سب بہت ہی بدنما' خراب' امت اسلامیہ کو زوال پذیر اور نیست و نابود کرنے والی چیزیں ہیں اور ان سب کے آثار امت اسلامیہ پر خوب اچھی طرح ظاہر ہیں۔ نہ کسی

دلیل کی ضرورت ہے اور نہ کسی وضاحت و تشریح کی۔

وَلا حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلاَّ بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ۔



---

(۱) اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ ہم لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ ان مواقع پر کیوں کہتے ہیں تو ہم اپنا درد غم دور کرنے کے لئے کہتے ہیں' کیونکہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث۔ لاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے۔ سب سے معمولی غم ہے (ابن ابی الدنیا وحسنہ السیوطی)

بدعت اور مصالح مرسلہ میں فرق

برادران ملت : یہ بات معلوم ہونا چاہیئے تشریع اسلامی جس کے اندر نفع، نفس و روح کا تزکیہ اور مسلمانوں کو دنیا و آخرت کے کمالات و سعادت دینے کی صلاحیت ہے اور وہ تشریع جو صرف اللہ اور رسول ﷺ کا ہی حق ہے اس کے اندر کچھ لوگوں نے بدعت حسنہ کے نام سے مداخلت کرکے ایسی بدعات گھڑلیں جن سے سنت کا خاتمہ ہوا، اور وہ امت جس کے پاس قرآن و سنت کی مشعل ہے اس کو بدعات کے دریا میں غرق کر دیا جس کے نتیجہ میں ملت اسلامیہ طریق حق اور سیدھی راہ سے بھٹک گئی۔ یہ آپس میں دست و گریبان مذاہب اور مختلف و متفرق طرق اسی انحراف کی دینی بدعات کو اچھا سمجھ لینے کا نتیجہ ہے بدعت پر حسن کا پردہ ڈال دینا کہ آدمی بدعات کو ایجاد کرے جو کہ سنن کی ضد ہیں اور پھر ان کو نام دے حسنہ کا اور ان بدعات کی اشاعت کرتے وقت بدعت حسنہ کا نام لے تاکہ اس کی بات مان لی جائے، اور وہ بدعت لوگ اختیار کرلیں تاکہ یہ شارع علیہ السلام کی مخالفت ہے کہ بدعت حسنہ کہا جائے، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے (ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا انجام آگ ہے)

بڑے ہی افسوس کا مقام ہے کہ تشریع اسلامی میں اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حق پر اس سوچی سمجھی گمراہی کا بہت سے علماء بھی شکار ہو گئے، اور کہا کہ بدعت، اس پر احکام شرعیہ خمس کا مدار ہے یعنی

(۱) واجب'(۲) مستحب'(۳) اباحت'(۴) کراہت'(۵) اور حرمت

امام شاطبی رحمہ اللہ علیہ نے اس دھوکہ کو سمجھا اور اس تقسیم کا "اور دین اسلام میں بدعت حسنہ کے وجود کا انکار کیا ان کا قول ملاحظہ فرمایئے۔

بدعت کی حسنہ اور سیئہ کی تقسیم اور اس پر احکام خمسہ کا جاری کرنا من گھڑت بات ہے' جس پر نہ کوئی دلیل ہے' نہ کوئی حجت' کیونکہ بدعت کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اس پر نہ کوئی دلیل شرعی نہ نصوص صریحہ میں اور نہ اصول میں ہو؛ اگر کوئی دلیل ایسی شریعت میں ہوتی جو وجوب' استجاب اور اباحت پر دلالت کرتی ہے تو پھر بدعت کا وجود ہی نہ ہوتا' اور اس پر عمل کرنا ایسا ہی ہوتا جیسا کہ ماموراتِ پر عمل کرنا ہوتا ہی اس میں اختیار ہوتا ہے تو ان چیزوں کے درمیان جمع کرنا اور یہ بیان کرنا کہ اولہ ان کے وجوب یا استجاب یا اباحت پر دلالت کرتے ہیں دو متناقض چیزوں میں جمع کرنا ہے۔

قاری محترم : آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام شافعی کتنی شدت سے اس بات کی تردید کرتے ہیں کہ بدعت میں حسنہ ہو' جبکہ رسول اللہ ﷺ اس کو ضلالت فرماتے ہیں' اور ان لوگوں کی کیسی تردید کی جو اس غلط فہمی میں ہیں کہ بدعت پر احکام خمسہ جاری ہوتے ہیں! یعنی واجبات' مستحبات' مباحات' مکروہ و حرام' کیونکہ اگر اس پر کوئی شرعی دلیل ہوتی تو پھر بدعت ہی کیوں ہوتی بدعت کی تو تعریف ہی یہ کہ جس پر کتاب و سنت اجماع و قیاس میں سے کوئی بھی دلیل نہ ہو اور اگر اس کی کوئی بھی دلیل شرعی ہے تو پھر وہ دین وسنت ہے' نہ کہ بدعت اس کو اچھی طرح سمجھ لیجئے

اور اگر آپ کے ذہن میں یہ سوال آرہا ہے کہ بڑے دفاضل قرافی جیسے علماء سے یہ غلطی کیسے ہوئی اور انہوں نے احکام خمسہ کا بدعت پر جاری ہونے کا دعویٰ کیا اس کا جواب یہ ہے کہ اس کا سبب غفلت اور مصالح مرسلہ کا بدعات محدثہ سے مشتبہ ہونا ہے' اس کی تفصیل یہ ہے۔

مصالح مرسلہ : مصالح جمع ہے مصلحہ کی مصالح مرسلہ وہ ہے جس سے کوئی نفع و خیر حاصل ہوتی ہو یا کوئی ضرور شر دور ہوتا ہو اور شریعت میں نہ اس کا ثبوت ہو اور نہ اس

کا انکار' (مرسلہ) یعنی شریعت میں اس کا کوئی تعین نہیں کہ اس کا اعتبار کیا جائے یا اس کو چھوڑ دیا جائے اسی لئے بعض لوگوں نے مصالح مرسلہ کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے۔

مصالح مرسلہ : ہر وہ منفعت جو شریعت کے مقاصد میں داخل ہو چاہے شریعت میں اس کی کوئی نظیر نہ ہو کہ اس کو لیا جائے یا اس کو نہ لیا جائے' مقاصد شریعت میں داخل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ شریعت اسلامیہ "جلب منافع اور دفع مضرات" کے اصول پر قائم ہے پس ہر وہ چیز جس سے مسلمان کو فائدہ ہو یا کسی مضرت کا ازالہ ہو وہ اس کی لئے جائز ہے بشرطیکہ وہ ایسی چیز نہ ہو جس کو شریعت نے کسی ظاہری یا مخفی نقصان کی بناء پر ممنوع کر دیا ہے اب کسی عورت کو یہ حق نہیں کہ مالی منفعت کو دلیل بنا کر زنا کرے کیونکہ اس ذریعے کو شریعت نے لغو باطل قرار دے دیا ہے' اسی طرح کسی مرد کو یہ استحقاق نہیں کہ مال حاصل کرنے یا اپنا کوئی بھی نجی کام نکالنے کے لئے جھوٹ' خیانت یا سود کا استعمال کرے کیونکہ ان مصالح کو شریعت نے ممنوع کر دیا ہے اور ان کا اعتبار نہیں کیا ہے کیونکہ یہ دوسری بڑے مقاصد روح وبدن کی سعادت کے منافی ہے اس کی مثال جس کا شریعت نے اعتبار کیا ہے' گانجے کی حرمت ہے اگرچہ اس کی حرمت پر نقص صریح نہین لیکن وہ شراب کی حرمت میں داخل ہے تو اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ تحریم گانجہ مصالح مرسلہ میں سے ہے اس لئے کہ شریعت نے مضرت کی بنا پر شراب کو حرام کر دیا ہے اور گانجہ بھی ایسا ہی ہے تو یہ اعتبار شرعی سے حرام ہے نہ کہ مسلمان سے شر کی دفع کرنے کی مصلحت کی بنا پر اسی طرح مفتی کا کفارے کے حکم میں مال دار کو روزے رکھنے کا حکم دینا اس لئے کہ غلام آزاد کرنا یا کھانا کھلانا اس کے لئے بہت آسان ہے اور مصلحت شرعی کے پیش نظر ہے مالدار اور اہل ثروت قسم توڑنے پر جری نہ ہو جائیں۔ اس لئے مالدار پر روزہ رکھنا ہی لازم قرار دیا جائے گا تو یہ مصلحت باطل ہے کیونکہ شریعت نے اس کو باطل قرار دیا ہے۔ اور مصالح مرسلہ وہ ہیں جن کی نظیر اعتبار والغاء کے لحاظ سے شریعت مین نہ ہو اور یہاں شریعت میں اس کا ابطال موجود ہے کہ روزے کی اجازت غلام آزاد کرنے اور کھانا کھلانے کی استطاعت نہ ہو' تو دی ہے۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے۔

فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسَاكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ

"سو اس کا کفارہ دس محتاجوں کو کھانا دینا ہے اوسط درجہ کا جو اپنے گھر والوں کو دیا کرتے ہو یا ان کو کپڑا دینا' یا ایک گردن (یعنی ایک غلام یا لونڈی) آزاد کرنا اور جس کو مقدور نہ ہو تو تین دن کے روزے ہیں۔"

اور اس کفارہ یمین کی طرح ہی رمضان میں دن میں جماع کرنے کا کفارہ ہے کہ مفتی کو یہ استحقاق نہیں کہ مالدار کے لئے غلام آزاد کرنے یا کھانا کھلانے کی بجائے روزہ رکھنے کا ہی فتویٰ صادر کرے۔

قارئین کرام ! مصالح مرسلہ جن کو بدعات پھیلانے والے بدعت حسنہ کا نام دیتے ہیں یہ مصالح ضروریات (حاجات) کمالیات میں ہوتی ہے ضروریات یعنی اس چیز میں جو فرد یا جماعت کی زندگی کے لئے ضروری ہے یا ایسی چیزیں جو فرد یا جماعت ہے یا وہ چیزیں ضروری بھی نہیں اور ضرورت بھی نہیں لیکن صرف کمالیات وجمالیات سے اس کا تعلق ہے۔

مثال کے طور پر قرآن کریم کی کتابت اور اس کو ابوبکر و عثمان رضی اللہ عنہما کے عہد میں یکجا کر دینا یہ بدعت نہیں ہے بلکہ اس کا تعلق مصالح مرسلہ سے ہے کیونکہ قرآن مجید کی حفاظت اور کمی اور زیادتی سے اس کو محفوظ رکھنا قیامت تک کے لئے مسلمانوں کے فرائض میں سے ہے۔ جب اس کے ضائع ہونے کا خطرہ محسوس ہوا تو اس کی حفاظت کر تدابیر پر غور فکر کیا گیا۔ اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ اس کو یکجا کر لیا جائے اور اس کی کتابت ہو جائے تو یہ مصالح مرسلہ میں سے ہے کیونکہ اس کی نظیر شریعت میں اعتبار والغاء کے لحاظ سے نہیں بلکہ یہ شریعت کے عام مقاصد کے ضمن میں داخل ہے۔ اب کسی کو بدعت حسنہ یا سیئہ کہنے کا حق نہیں بلکہ یہ ضروری مصالح میں سے ہے۔

ضرورت کی مثال:

جیسے مسجد میں قبلہ رخ محرابیں بنانا جبکہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مساجد کے اندر محرابیں نہیں ہوتی تھیں بلکہ جب اسلام پھیلا اور مسلمانوں کی کثرت ہوئی۔ تو جب کوئی مسجد میں داخل ہوتا اور اس کو قبلہ کا علم نہ ہوتا تو قبلہ کے بارے میں دریافت کرتا لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مسجد میں کوئی نہیں تو ضرورت محسوس ہوئی کہ قبلہ کے رخ مسجد میں طاقیں بنا دی جائیں تاکہ اجنبی شخص کو بھی قبلہ رخ معلوم ہو جائے۔

اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا جمعہ کے دن اذان اول کا اضافہ کرنا' کیونکہ جب مدینہ منورہ کی آبادی پھیل گئی اور یہ اسلام کی راجدھانی بن گیا۔ بازاروں مکانوں کا بھی پھیلاؤ بہت ہو گیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مناسب سمجھا کہ نماز کے وقت سے کچھ پہلے آذان دے دی جائے تاکہ لوگ خرید و فروخت' لین دین کی مشغولیت میں متنبہ ہو جائیں اور جب آجائیں اور وقت ہو جائے تو مؤذن اذان دے' خطبہ ہو اور نماز پڑھائی جائے۔ تو یہ بدعت نہیں کیونکہ نماز کے لئے اذان مشروع ہے (کبھی صبح کی نماز کے لئے بھی دو اذانیں دی جاتی ہیں) بلکہ یہ مصالح مرسلہ کے باب سے ہے۔ اس لئے کہ اس میں مسلمانوں کا فائدہ ہے اگرچہ ضروری نہیں۔ بلکہ نماز کے وقت کا قرب معلوم ہو گیا جس میں ان کو حاضر ہونا واجب ہے۔ تو یہ فائدہ ہے اسی طرح محراب کا مسئلہ ہے اور دونوں مسئلے مقاصد شرع میں داخل ہیں' اس لئے ان کو مصالح مرسلہ کے باب سے کہنا درست ہے پہلے کا تعلق ضروریات سے ہے اور دوسرے کا کمالیات و جمالیات سے اور انہی مصالح مرسلہ میں سے جس میں بعض اہل علم کو مغالطہ ہوا اور جس بناء پر یہ دعوی کیا کہ یہ بدعت حسنہ ہے اور پھر اسی بناء پر بہت سی منہی عنہ بدعات کو قیاس کر کے ان کی تعمیر کر ڈالی' وہ ہے مسجدوں میں ماذن (اذان کی جگہ) اور منارے بنانا' گرد و نواح مؤذن کی آواز پہنچانے اور نماز کے وقت کا آجانے یا قرب کی اطلاع کی غرض سے اور اسی طرح لاؤڈ اسپیکر خطبہ اور امام کی قرأت اور آواز سننے کے لئے استعمال کرنا۔

اسی طرح مکاتب میں حفظ قرآن کے لئے یکجا تعلیم یہ سب مصالح مرسلہ میں داخل ہیں جن کی شرع میں نظیر الغاء و اعتبار کے لحاظ سے نہیں ملتی لیکن مقاصد عامہ کے ضمن

میں داخل ہیں تب اس کو بدعت حسنہ کہنے کا کسی کو حق نہیں۔ اور نہ ہی جن چیزوں کی رسول اللہ ﷺ نے بدعت فرمایا ہے اس پر قیاس کرنا صحیح ہے۔

خلاصۂ کلام:

یہ ہے کہ مصالح مرسلہ بدعات کے علاوہ ہے۔ مصالح مرسلہ فی نفسہ مقصود و مطلوب نہیں ہوتی بلکہ ان سے کسی واجب کی حفاظت یا اس ادائیگی یا کسی مضرت کا دفع کرنا اس سے بچنا مقصد ہوتا ہے اور بدعت کی معنی تو یہ ہیں کہ وہ شرع اللہ کے بالمقابل مقصود بالذات ایک چیز ہوتی ہے جو جلب منفعت یا دفع مضرت کے وسیلہ کے طور پر استعمال نہیں ہوتی۔

اور تشریع مقصود بالذات صرف اللہ تعالی کا حق ہے کیونکہ ماسوا' کوئی ایسی عبادت وضع (بنائی) ہی نہیں کرسکتا جو انسانی نفوس کو پاک اور ان کا تزکیہ کرے۔ اور نہ ہی انسان کے اندر اس کی اہلیت اور صلاحیت سے اس لئے انسان اپنی حدود میں رہتے ہوئے جو اس پر واجب ہے وہ کرتا رہے اور جو اس کو چھوڑنا ہے اس سے اجتناب کرے اسی میں اس کی بھلائی اور سلامتی ہے۔



عام میلاد اور ان کی شرعی حیثیت

میلاد شریف کا مفہوم تمام اسلامی دینا میں تقریبا ایک ہی ہے فرق یہ ہے کہ ہر اسلامی ملک میں میلاد کا لفظ استعمال نہیں ہوتا' مغرب اقصی (مراکش) والے اس کو موسم کہتے ہیں۔ مثلا کہا جاتا ہے "موسم مولائی ادریس" وغیرہ اہل مغرب اوسط (جزائر) اس کو "زردہ" کہتے ہیں۔ جیسے زردہ سیدی ابی الحسن الشاذ لی وغیرہ مصر اور شرق اوسط میں عموما مولد یا میلاد کہا جاتا ہے' مولد سیدہ زینب یا میلاد سید بدوی وغیرہ۔

مغرب والوں نے موسم اس لئے نام رکھا کہ سال میں ایک دفعہ خاص موسم میں کرتے ہیں جزائر والوں نے اس لئے زردۃ نام دیا کہ جو ولی کے نام پر جانور ذبح کئے جاتے ہیں وہاں پکائے جاتے ہیں اور کھائے جاتے ہیں۔

اور بعض لوگوں نے "حضرہ" نام دیا کیونکہ ولی کی روح اس میں آتی ہے یا پھر برکت کا نزول ہوتا ہے یا پھر اس مناسبت سے کہ وہں لوگ جمع ہوتے ہیں اور قیام کرتے ہیں۔

یہاں تک تو بات وجہ تسمیہ کی تھی اور جو جو اعمال میلاد میں کئے جاتے ہیں وہ کما و کیفا ہر ملک والوں کی عقل و فہم غنا و فقر کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں لیکن سب میں مشترک چیزیں یہ پائی جاتی ہیں۔

(۱) جس ولی یا سید کے نام پر موسم یا زردہ یا میلاد و حضرہ ہو رہا ہے اس کے نام پر نذریں چڑھانا اور ذبح کرنا۔

(۲) اجنبی عورتوں اور مردوں کا باہم اختلاط۔

(۳) رقص و سرود ناچ و رنگ' گانا اور بجانا' طبلہ و تاشہ اور سارنگیاں۔

(۴) خرید و فروخت کے لئے میلوں کا لگنا یہ فی نفسہ مقصود نہیں ہوتے لیکن کیونکہ

تاجر حضرات بڑے بڑے اجتماعات کو غنیمت سمجھتے ہیں اور اپنا سامان لے کر پہنچتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر بازار خوب گرم ہوتا ہے۔ منی اور عرفات کے بازاروں کے مناظر سب کے سامنے ہیں۔

(۵) ولی و سید سے سوال کرنا فریاد رسی کرنا' شفاعت و مدد کی طلب اور ہر وہ چیز جس کا ملنا مشکل ہو رہا ہو اس کا سوال کرنا جو کہ شرک اکبر ہے (والعیاذ باللّٰہ

(۶) کہیں کہیں فحاشی اور شراب نوشی بھی ہوتی ہے لیکن یہ ہر ملک اور ہر میلاد میں عام طور پر نہیں ہوتی۔

(۷) حکومت کی ان موسم کے قیام میں نصرت و مدد کچھ آسانیاں دے کر یا کچھ نقدی یا پھر کھانے وغیرہ کا انتظام کر کے مغربی ملکوں میں فرانس ریل کے ٹکٹ کا کنسیشن کر دیا کرتا تھا اسی طرح معلوم ہوا کہ مصری حکومت بھی ایسا کرتی تھی اور عجیب اتفاق ہے کہ جنوبی یمن کی حکومت جو کہ خالص بلشفی ہے ان موسموں کی ہمت افزائی کرتی ہے۔

یہی وہ حکومت ہے جس نے اسلامی احکام' عقائد و عبادات کو ناپسند کیا لیکن ان موسموں میں کسی قسم کی ناپسندیدگی کا اظہار نہیں کیا جس سے یہ بات معلوم ہوتی کہ ان موسموں کا مقصد اسلام کو نقصان پہنچانا۔ اس پر حملہ کرنا اور مٹانا ہے۔

اس سے ان میلادوں' موسموں' زردۃ و حضرۃ پر اسلام کا حکم معلوم ہو گیا کہ یہ ممنوع و حرام ہیں' ان میں سے نہ کوئی میلاد جائز اور نہ کوئی موسم و زردۃ و حضرہ مباح کیونکہ یہ بدعت ہے اور اسلامی عقیدہ کو ختم کرنے اور مسلمانوں کے حاول کو بگاڑ کی بنیاد پر قائم ہے اور اس کی دلیل یہی ہے کہ اہل باطل ان کی مدد کرتے ہیں اور ان کے شانہ بشانہ کھڑے نظر آتے ہیں۔ اگر اس میں اسلامی روح کو بیدار کرنے اور مسلمانوں کے قلوب کو گرمانے کی صلاحیت ہوتی تو باطل و شرکی حکومتیں ان کو مٹائیں اور ان کے خلاف جنگ میں مصروف نظر آتیں۔

اس کے علاوہ غیراللہ سے مانگنا' اور غیراللہ کے نام پر نذریں چڑھانا ذبح کرنا' شرک حرام کے سوا کچھ ہے؟ اور ان مواسم کی بنیاد ہی اس پر ہے۔ اس طرح رقص و سرود اجنبی

مردوں اور عورتوں کا اختلاط فسق اور حرام نہیں؟ اور ان عرسوں اور مواسم میں سے کوئی ایسا نہیں ہوتا جن میں یہ نہ ہو۔ پھر یہ حرام کیوں نہ ہوں گے۔ پھر سوال یہ ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین اور تابعین کرام نے اس کو کیا؟ نہیں اور ہرگز نہیں' پھر جو چیز نہ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں اور نہ صحابہ کرام کے دور میں دین نہیں تھی وہ آج دین کیسے ہو سکتی ہے؟ اور جو دین نہیں وہی بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے اور ہر ضلالت کا انجام نار ہے۔ امام مالک رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ گانے کا کیا حکم ہے کہ بعض اہل مدینہ اس میں رخصت کے قائل ہیں؟ آپ نے سائل سے پوچھا کیا گانا حق ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ تو امام صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا پھر حق کے بعد ضلالت کے علاوہ کیا رہ جاتا ہے یہ تمام کے تمام میلاد ان میں حق تو یقیناً نہیں۔ اور جب حق نہیں تو باطل ہے کیونکہ حق کے بعد ضلالت ہی ہے۔

میلاد النبی ﷺ عبادت ہے۔ مسجدوں میں یا اغنیا کے گھروں میں اجتماعات سے جو کہ عموما شروع ربیع الاول سے ۱۲ ربیع الاول تک ہوتے رہتے ہیں' جن میں سیرۃ النبی ﷺ کا کوئی حصہ پڑھا جاتا ہے' جیسے نسب شریف یا اپ کی ولادت کا قصہ' بعض آپ کی صفات خلقیہ اور خلقیہ' اور بارہ ربیع الاول کو عام جشن کا دن ہوتا ہے جس میں دستر خوان سجائے جاتے ہیں' مدارس و مکاتب مین تعطیل ہوتی ہے' بچے مختلف قسم کے کھیلوں کا مظاہرہ کرتے ہیں اور بھی رنگ برنگ کے لہو و لعب میں مشغول رہتے ہیں' یہ چیزیں بلاد مغرب میں ہم لوگوں کے ہاں معروف تھیں' لیکن جب مشرقی ممالک میں آنا ہوا تو معلوم ہوا کہ میلاد نام ہے ان اجتماعات کا جو مالداروں کے گھروں میں میلاد شریف کے عنوان پر منعقد کئے جاتے ہیں اور ان کے لئے ربیع الاول یا بارہ ربیع الاول کی تخصیص نہیں بلکہ کسی بھی موت و حیات خوشی و رنج کے موقع پر منعقد کرتے ہیں اور ان کی شکل یہ ہوتی ہے کہ جانور ذبح کئے جاتے ہیں کھانے پکتے ہیں اعزا و اصدقاء اور کچھ فقراء کو مدعو کیا جاتا ہے پھر سب کے سب سماع کے لئے بیٹھتے ہیں ایک خوبرو خوش لحن نوجوان کھڑا ہوتا ہے اور اشعار گاتا ہے اور نعتیں پڑھتا ہے۔ اور سب کے سب اس کے ساتھ ساتھ درودیں دھراتے

رہتے ہیں۔ پھر قصہ ولادت پڑھتا ہے؟ یہاں تک کہ وضع حمل کا ذکر آتا ہے کہ حضرت آمنہ نے آپ ﷺ کو مختون وضع کیا۔ تو سب کے سب تعظیم و تکریم میں کھڑے ہو جاتے ہیں اور بہت ہی ادب واحترام کے ساتھ چند منٹ کھڑے رہتے ہیں؟ پھر عود وعطور لائے جاتے ہیں اور سب کو عطر لگایا جاتا ہے پھر مشروبات کا دور چلتا ہے' پھر کھانا کھا کر واپس ہوتے ہیں اور سمجھتے ہیں بہت ہی بڑی عبادت کی ہے اور اللہ کا تقرب حاصل ہو گیا۔ یہاں یہ بھی بتانا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اکثر قصائد و نعتیں جو ان میلادوں مین پڑھی جاتی ہیں شرکیہ الفاظ اور غلو کی عبارتوں سے خالی نہیں ہوتیں' جب کہ نبی کریم ﷺ نے غلو سے منع فرمایا کہ "مجھے اسی طرح نہ بڑھانا جس طرح انصار نے عیسی بن مریم کو بڑھایا ہے میں اللہ کا بندہ و رسول ہوں مجھے بندہ و رسول ہی کہو"۔

اسی طرح یہ محفلیں ایسی دعاؤں پر ختم کی جاتی ہیں جن کے اندر ممنوع وسیلہ و حرام شرکیہ کلمات ہوتے ہیں کیونکہ اکثر حاضرین غالی عوام ہوتے ہیں۔ جو کہ باطل وسیلہ کے دلدادہ ہوتے ہیں جس سے علما نے روکا ہے جیسے بجاہ فلاں و حق فلاں کے الفاظ سے دعا مانگنا۔ والعیاذ باللہ۔ اللھم صل علی محمد وعلی آلہ وصحبہ وسلم تسلیمًا کثیرًا یہ میلاد کی حقیقت جو ملک مظفر کے دور میں ۶۲۵ء سے شروع ہو کر آج تک عوام میں معروف ہے۔

رہا تعلق شریعت اسلامی کا اس سلسلہ میں حکم کا فیصلہ تو ہم قارئین حضرات پر ہی چھوڑ دیتے ہیں جب کہ ان کو اس بحث میں معلوم ہو گیا ہے کہ ساتویں صدی ہجری ہی میں وجود میں آیا ہے اور یہ بھی جان لیا ہے کہ جو چیز رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین کے عہد میں دین نہیں تھی وہ ان کے بعد دین نہیں ہو سکتی' اور میلاد جو عوام الناس میں معروف ہے رسول اللہ ﷺ کے دور میں نہیں تھا۔ اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں تھا۔ اور نہ ہی قرون اولی میں ساتوں صدی تک تھا جو کہ فتنوں اور آزمائشوں کی صدی تھی پھر اب دین کیسے ہو سکتا ہے؟ بلکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان "تم نئی نئی باتوں سے بچنا کہ ہر نئی بات بدعت ہے۔ اور بدعت کا انجام نار ہے"

کے بموجب بدعت ضلالت ہے۔

مزید وضاحت کے لئے عرض ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے نئی نئی باتوں اور کاموں سے ڈرایا اور فرمایا کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے اور امام مالک رحمہ اللہ علیہ نے اپنے ہونہار شاگرد امام شافعی سے فرمایا تھا۔ جو چیز رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عہد میں دین نہیں تھی۔ وہ آج بھی دین نہیں ہو سکتی" اور کہا تھا۔ کہ جس نے اسلام کے اندر کوئی نئی بات بدعت جاری کی اور اس کو حق سمجھا تو گویا اس نے یہ سمجھا کہ محمد ﷺ نے رسالت کے پہنچانے میں خیانت کی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ	"آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں
وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ	نے کامل کردیا۔ اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کردیا
وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا	اور میں نے اسلام کو تمہار دین بننے کے لئے پسند کر
(المائدۃ)	لیا۔"

اور امام شافعی کا قول ہے کہ وہ ہر نئی چیز جو کتاب سنت یا اجماع کی مخالفت کرے وہ بدعت ہے۔

ان سب کے باوجود کیا میلاد متعارف معنی میں بدعت کے علاوہ بھی کچھ ہو سکتا ہے۔ نہ رسول اللہ ﷺ کی کوئی سنت ہے اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو کیا اور نہ سلف صالحین سے منقول' بلکہ یہ تاریخ اسلام کی تاریک صدیوں میں جبکہ فتنے پھیلے ہوئے تھے اور مسلمان انتشار کا سکار تھے اور ان کی حالت دگرگوں ہو رہی تھی اس وقت اس کا وجود ہوا۔ پھر اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ میلاد کوئی قربت اور عبادت شرعی ہے جس کا کرنے والا اللہ کا مقرب بنتا ہے۔ تاکہ اس کے عذاب سے نجات' اور اس کی جنت حصول ہو' لیکن یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس نے اس کو مشروع کیا؟ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے یا رسول اللہ ﷺ نے؟ جواب ظاہر ہے کہ نفی میں ہی ہے جب ایسا ہے تو عبادت کا وجود بغیر اللہ اور رسول اکرم ﷺ کے مشروع کئے کس طرح ہو سکتا ہے؟ یہ ناممکن ہے دوسری

بات یہ کہ عبادت کی چار حیثیات ہوتی ہیں کمیت' کیفیت' وقت و مکان کوئی ہے جو ان کیفیات اربع کو متعین کر سکے؟ کوئی نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ میلاد نہ کوئی قربت ہے اور نہ کوئی عبادت اور جب قربت و عبادت نہیں تو بدعت کے علاوہ کیا ہو سکتا ہے؟

* * * * * *

میلاد النبی ﷺ کی شرعی حیثیت

تعریف : مولد یا میلاد عربی زبان کی اصطلاح مین اس جگہ یا وقت کا نام ہے جس میں خاتم الانبیا امام المرسلین محمد مصطفے ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔

مولد مکانی : آپ کا مولد مکانی (آپ ﷺ پر میرے ماں باپ قربان ہوں) ابو یوسف کا مکان ہے یہاں آج کل پبلک لائبریری مکہ مکرمہ قائم ہے۔

مولد زمانی : مشہور اور صحیح روایت کے مطابق ۱۲ ربیع الاول عام الفیل اگست ۵۷۰ء یہ ہے مولد نبوی ﷺ کی لغوی تعریف' جس کے علاوہ نزول وحی سے لے کر ساتویں صدی کی ابتداء یعنی پوری سوا چھ صدیوں تک مسلمانوں کے درمیان کوئی اور چیز متعارف نہیں تھی پھر جب خلافت اسلامیہ کا سقوط ہو گیا اور مسلمانون کے ملک ٹکڑے ہو گئے جس کے نتیجہ میں عقائد و سلوک میں کمزوری اور حکومت و سیاست میں بگاڑ آیا تو انہی کمزوریوں اور انحراف کا ایک مظہر میلاد النبی کا ظہور ہے سب سے پہلا شخص جس نے یہ بدعت جاری کی وہ ملک مظفر ہے جو موصل کے علاقے میں اربل کا حاکم تھا۔ غفر اللّٰہ لنا ولکم۔ اور اب سے پہلا شخص جس نے اس موضوع پر قلم اٹھایا وہ ابوالخطاب بن رحیہ ہے جس نے "التنویر فی مولد البشیر النذیر" لکھ کر ملک مظفر کی خدمت میں پیش کی' اور بادشاہ نے اس پر ایک ہزار اشرفیاں انعام میں دیں۔

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ بات یہ ہے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الحادی" میں ذکر کیا کہ ملک مظفر اس بدعت میلاد کا موجد ہے اس نے ایک مرتبہ میلاد میں ایسا دستر خوان تیار کروایا جس پر پانچ ہزار بھنی بکریوں کی سیری' دس ہزار مرغیاں' سو گھوڑے اور ایک لاکھ پیالیاں اور تیس ہزار مٹھائیوں کے بڑے بڑے خوان تھے' اور پھر ظہر سے فجر تک صوفیاء کے محفل سماع منعقد کی گئی اور وہ خود بنفس نفیس اس مین شریک

ہوا اور اس میں جھومتا رہا' تو ایسی قوم کیسے زندہ رہ سکتی تھی جس کے بادشاہ درویش ہوں اور جو باطل کی محفلوں میں رقص کرتے ہوں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۔

اب اگر یہ سوال ذہنوں میں پیدا ہوتا ہو کہ میلاد' بدعت ہے تو اس کے کرنے والے کو کوئی ثواب نہیں ملے گا' جب کہ اس میں بہت سے اعمال خیر ذکر' دعا' کھانا' وغیرہ ہوتے ہیں جواب بہت ہی آسان ہے کہ کیا اگر کوئی شخص نماز' وقت کے علاوہ پڑھے' یا صدقہ جو مستحق کے پاس نہ پہنچے یا حج کو اس کے موسم کے علاوہ کرے تو اس پر اس کو کوئی ثواب ملے گا' کیا بیت اللہ کے علاوہ طواف' اور صفاء مروہ کے علاوہ سعی کرنے پر اجر ملے گا اگر ان سب کا جواب نفی میں ہے تو ان اعمال خیر پر بھی جو کہ میلاد میں ہوتے ہیں نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں بدعت و جدت کی علت موجود ہے اور اگر یہ صحیح ہو جائے اور قبول ہو تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ دین میں کوئی نئی بات پیدا کرنا ممکن و جائز ہے' جب کہ یہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان "مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَھُوَ رَدٌّ" کے بموجب مردود ہے۔

* * * * * *

محفل میلاد منعقد کرنے کی لوچ اور لچر دلیلیں

میلاد کو منعقد کرنے والے جو پانچ دلیلیں دیتے ہیں ان سے ظاہر ہے کہ اس میں شریعت کو چھوڑ کر اتباعِ نفس کار فرما ہے' دلیلیں ملاحظہ فرمایئے۔

(ا) یہ ایک سالانہ یادگار ہے جس میں مسلمان اپنے نبی ﷺ کو یاد کرتے ہیں جس سے ان کی محبت و عظمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

(۲) آپ ﷺ کی بعض صفات سنی جاتی ہیں اور آپ کا نسب نامہ معلوم ہوتا ہے۔

(۳) آپ ﷺ کی ولادت باسعادت پر اظہار خوشی' جو کہ آپ کی محبت اور آپ ﷺ پر ایمان کامل کی دلیل و علامت ہے۔

(۴) کھانا کھلانا' جو کہ بڑے ہی اجر و ثواب کا کام ہے خاص طور پر جب کہ شکر کی نیت سے ہو۔

(۵) اللہ تعالیٰ کے ذکر' تلاوت قرآن اور درود و سلام پر جمع ہونا۔

یہ ہیں وہ پانچ دلیلیں جو کہ میلاد کو جائز کہنے والے پیش کرتے ہیں' ان کی حقیقت معلوم کرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا یہ کتنی ناکافی و باطل دلیل ہیں اور اس کے ساتھ یہ بات بھی ہے کہ اس میں شارع علیہ السلام کے کام پر ضمیمہ لگانا ہے کہ جس چیز کی ضرورت تھی وہ آپ ﷺ نے نہیں مشروع نہیں فرمائی اور آپ کر رہے ہیں۔

قارئین کرام :اب دلائل کی حقیقت پر ذرا غور کر لیں۔

(ا) **سالانہ یادگار:** یہ دلیل اس وقت تو دی جا سکتی ہے جب مسلمان نبی کریم ﷺ کو یومیہ کم از کم دس مرتبہ یاد نہ کرتا ہو' تو اس کے لئے ضرورت ہے کہ سالانہ یا ماہانہ یادگار منائی جائے تاکہ اپنے نبی کا تذکرہ کر کے ایمان و محبت میں زیادتی کرے' رہا مسئلہ مسلمان کا تو اس کی تو کوئی بھی دن و رات کی نماز ایسی نہیں ہوتی ہے جس میں اپنے رسول کو یاد نہ

کرتا ہو اور آپ ﷺ پر درود و سلام نہ بھیجتا ہو کسی بھی نماز کا وقت آتا ہے یا نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو آپ ﷺ پر صلوۃ وسلام پڑھتا ہے' بھول جانے کے خوف سے جس کے لئے سالانہ یادگار منائی جائے وہ' وہ شخص ہو گا جو کبھی ذکر نہ کرتا ہو' اور جو شخص ذکر ویاد کرتا ہو تو اس کے لئے اس یادگار منانے کے کیا معنی؟ کیا یہ تحصیل حاصل نہیں اور تحصیل حاصل ایک عبث کام ہوتا ہے جس سے عقلا دور ہی رہتے ہیں۔

(۲) آپ ﷺ کی بعض صفات حمیدہ اور نسب نامہ شریف کا سننا" یہ علت بھی میلاد کے انعقاد کے لئے غیر کافی ہے اس لئے کہ صفات محمدیہ اور اخلاق نبوی اور نسب نامہ کے جاننے کے لئے سال میں ایک مرتبہ سن لینا کافی نہیں' اور ان کو ایک مرتب سن لینے سے کیا حاصل جب کہ یہ تو عقیدہ اسلامی کا جز ہے ہر مسلمان مرد و عورت پر ضروری ہے کہ آپ ﷺ کا نسب نامہ آپ کے عادات و اطوار و صفات کو اسی طرح پہنچائے جس طرح اللہ تعالی کے اسماء صفات کو سیکھنا ہے' اور اس کے لئے سیکھنا ضروری ہے صرف سرسری سال میں ایک دفعہ سن لینا کافی نہیں۔

(۳) خوشی کا اعلان : یہ بھی بہت ہی لوچ و کمزور دلیل ہے کیونکہ خوشی کس چیز کی ہے؟ رسول اللہ ﷺ کی ذات پاک سے یا آپ جس دن پیدا ہوئے اس دن سے' اگر خوشی آپ ﷺ کی ذات پاک سے ہے تو ہمیشہ جب بھی آپ ﷺ ذکر خیر ہو' ہونی چاہئے یہ کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں اور نہ ہونی چاہئے" اور اگر خوشی اس دن سے ہے جس دن آپ کی ولادت ہوئی تو آپ ﷺ کی وفات حسرت آیات بھی اسی دن ہوئی ہے اور میں نہیں سمجھتا کہ کوئی عقلمند شخص جس دن اس کا محبوب رخصت ہوا ہو اسی دن خوشی و مسرت کے جشن منائے گا' اور رسول اللہ ﷺ کی وفات سب سے بڑی مصیبت ہے جو مسلمانوں کو پہنچی یہاں تک کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کہا کرتے تھے کہ جسے کوئی مصیبت پہنچے وہ اس مصیبت کو یاد کرے جو رسول اللہ ﷺ کی وفات سے پہنچی تھی" اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ فطرت بشری کا تقاضہ یہ ہے کہ انسان مولود سے ولادت کے دن خوشی اور میت پر موت کے دن غم مناتا ہے' پھر تعجب ہے کہ کس طرح

انسان طبیعت کو بدلنے کی مخادعانہ کوشش کرتا ہے۔

(۴) **کھانا کھلانا** : یہ دلیل تو اور بھی کمزور ہے' کھانا کھلانا مستحب و مطلوب ہے جب بھی اس کی ضرورت مناسب ہو' مسلمان مہمان نوازی کرتا ہے' بھوکے کو کھلاتا ہے اور پورے سال صدقہ و خیرات کرتا ہے اس کو اس کی ضرورت نہیں کہ سال میں ایک مخصوص دن متعین کرے جس دن کھلائے" اس سے یہ بات بھی ثابت ہو گئی کہ یہ کوئی ایسی علت و ضرورت نہیں جس کی بناء پر کسی بھی صورت میں بدعت کا ارتکاب کیا جائے۔

(۵) **ذکر پر اجتماع** : یہ بھی باطل بیکار حجت و علت ہے کیونکہ ذکر کے لئے ایک آواز سے اجتماع کرنا سلف کے یہاں نہیں تھا یہ تو خود ایک بدعت ہے اور نعتیں اور قصیدے جو کہ خوش الحانی و غم انگیز آواز سے پڑھے جاتے ہیں یہ تو اور بھی مکروہ بدعت ہے یہ' صرف وہی لوگ کرتے ہیں جو دین کے معاملے میں متحیر اور پریشان ہوتے ہیں۔ والعیاذ باللہ

اور مسلمان تو ہر روز و شب پورے سال پانچ مرتبہ مساجد میں جمع ہوتے ہیں' نماز کے لئے علم و معرفت کے حصول کے لئے' ان کو اس کی ضرورت نہیں سالانہ جلسہ کیا جائے' اس میں تو اصلاً حظ نفس ہے کہ اچھی اچھی آواز میں سننے کو اور اچھے اچھے کھانے اور بہترین مشروبات ملیں گے۔

* * * * * *

کچھ کمزور شبہات اور ان کا رد

برادران اسلام : اللہ تعالی ہم پر علم و عمل و معرفت کے دروازے کھولے: یہ بات معلوم ہونا چاہئے کہ جب یہ میلاد کی بدعت' ساتویں صدی ہجری کے شروع میں وجود میں آئی اور روحانی و جسمانی خلا پائے جانے کی وجہ سے لوگوں میں پھیل گئی اور رواج پا گئی' کیونکہ مسلمان جہاد کو چھوڑ کر فتنہ و فساد کی آگ کو بجھانے میں مصروف تھے جو دشمنان اسلام یہود و نصاری اور مجوس نے بھڑکا رکھی تھی۔

جب یہ بدعت دلوں میں بیٹھ گئی اور بہت سے جاہلوں کے عقیدے کا جزو بن گئی تو بعض اہل علم جیسے سیوطی رحمتہ اللہ نے ضروری سمجھا کہ کوئی شبہ بھی تلاش کر لیا جائے جس سے یہ بدعت کے جواز پر استشہاد کیا جا سکے اور عوام و خواص کی خوشنودی بھی حاصل ہو جائے اور دوسری طرف علماء کا اس سے رضا مند ہونے اور اس پر حکام و عوام کے ڈر سے خاموش رہنے کا جواز نکل آئے یہاں وہ شبہات اور ان کا ضعف وبطلان نقل کرتے ہیں تاکہ اس مسئلہ میں جس پر ہم بیان حق کی غرض سے قلم اٹھانے پر مجبور ہوئے ہیں آپ حضرات کو مزید معلومات بصیرت حاصل ہو جائے۔ اور تمام شبہات کی بنیاد ایک تاریخی روایت اور تین احادیث نبوی ہین جس نے ان تمام شبہات کو ابھارا اور جس کے سر سہرا ہے وہ ہیں امام السیوطی (غفر اللہ لنا ولکم) وہ دسویں صدی ہجری کے مشہور علماء میں سے ہیں اور یہ صدی کیونکہ فتنہ و فساد اور ابتلا کی صدی تھی اس لئے ان کو ایسا کرنا پڑا غفر اللہ لنا ولہ اور عجیب بات تو یہ ہے کہ وہ ان شبہات پر بڑے خوش نظر آتے ہیں اور فخریہ انداز میں کہتے ہیں "میں نے میلاد کی شریعت میں اصل ڈھونڈ نکالی ہے" اور یہ بات سیوطی رحمہ اللہ علیہ سے بعید بھی نہیں کیونکہ جیسا کہ ان کے بارے میں کہا گیا ہے وہ "حاطب لیل" ہے یعنی رات کی اندھیری میں ایندھن جمع کرنے والے کی طرح ہین جو کہ

ضلاد میں جمع کر لیتا ہے۔

پہلا شبہہ : تاریخی روایت میں ہے' مروی ہے کہ "ابولہب (ملعون) خواب میں دیکھا گیا تو اس سے حالت دریافت کی گئی' اس نے کہا کہ دوزخ کی آگ میں جل رہا ہے مگر ہر پیر کی رات کو اس میں تخفیف کر دی جاتی ہے اور اپنی انگلیوں کے درمیان سے اس کی مقدار پانی چوستا ہے" یہ کہتے ہوئے انگلیوں کے پوروں' کی طرف اشارہ کیا اور یہ اس وجہ سے کہ اس کو جب اس کی باندی ثوبیہ نے اس کے بھائی عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر محمد ﷺ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تھی تو اس کو آزاد کر دیا تھا اور اس باندی نے آپ ﷺ کو دودھ بھی پلایا تھا۔

بطلان ورد : اس شبہ پر کئی پہلوؤں سے رد ہیں۔

(ا) اہل اسلام کا اس پر اتفاق ہے کہ کسی کے خواب سے چاہے خواب دیکھنے والا ایمان و علم' تقویٰ وورع کے کسی بھی مقام پر ہو کوئی شرعی حکم ثابت نہیں ہوتا' سوائے نبی کے کہ انبیاء کے خواب وحی ہوتے ہیں اور وحی حق ہے۔

(۲) اس خواب کو دیکھنے والے عباس بن عبدالمطلب ہیں اور جس نے ان سے روایت کی وہ بالواسطہ روایت ہے' تو یہ حدیث مرسل ہوئی' اور مرسل حدیث حجت نہیں ہوتی اور نہ اس سے کوئی عقیدہ و عبادت ثابت ہوتی ہے پھر اس کا بھی احتمال ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ خواب اسلام لانے سے پہلے دیکھا ہو' اور اس پر سب کا اجماع ہے کہ کافر کا خواب حجت نہیں۔

(۳) سلف و خلف میں سے اکثر اہل علم کا قول ہے کہ کافر اگر کفر پر مرا تو اس کو اس کے نیک اعمال کا کوئی ثواب نہیں ملے گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔

وَقَدِمْنَا اِلَی مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَاءً مَّنْثُوْرًا (الفرقان)

"اور ہم (اس روز) ان کے (یعنی کفار کے) ان (نیک) کاموں کی طرف جو کہ وہ (دنیا میں) کر چکے تھے متوجہ ہوں گے سو ان کو ایسا بیکار کر دیں گے جیسے پریشان غبار۔"

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلِقَائِهِ فَحَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَزْنًا (الکھف) یہ وہ لوگ ہیں جو اپنی رب کی آیتوں کا (یعنی کتب الھیہ کا) اور اس سے ملنے کا انکار کر رہے ہیں سو (اس لئے) کہ ان کے سارے کام غارت ہو گئے' تو قیامت کے روز ہم (ان کے نیک اعمال) کا ذرا بھی وزن قائم نہ کریں گے۔

اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ سے عبداللہ بن جدعان کے بارے میں پوچھا کہ وہ ہر حج کے موسم میں ایک ہزار اونٹ ذبح کرتا تھا ایک ہزار جوڑے تقسیم کرتا تھا اور اس نے اپنے گھر میں حلف الفضول کی دعوت دی تھی کیا یہ چیزیں اس کے کچھ کام آئیں گی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں' اس نے کسی دن پوری عمر میں "رَبِّ اغْفِرْلِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنَ" نہیں کہا' اس روایت سے اس خواب کی عدم صحت کی مزید تائید ہو گئی اس لئے یہ نہ کوئی ثبوت ہے اور نہ شبہ ثبوت۔

(۴) اور جو ابولہب اپنے بھائی کے گھر ولادت سے خوش ہوا تو یہ ایک فطری و طبع خوشی تھی اس میں عبادت کی نیت نہ تھی کہ ہر انسان جب بچہ اس کے گھر یا اس کے کسی عزیز یا بھائی کے گھر پیدا ہوتا ہے تو وہ اس سے خوش ہوتا ہے' اور جب خوشی اللہ کے لئے نہیں تو پھر اس پر ثواب بھی نہیں اس سے بھی اس روایت کی کمزوری و بطلان معلوم ہو گیا۔

اس کے ساتھ پھر یہ بات بھی ہے کہ مومن کی خوشی اپنی نبی سے ایک مستقل و دائمی ہے جو اس سے کبھی جدا نہیں ہوتی' اس لئے کہ یہ محبت کا لازمی نتیجہ ہے' اب اس کے لئے ایک سالانہ یادگار منانے اور بنانے کے کیا معنی؟ یقیناً یہ ایک لغو و باطل عمل ہے اور کمزور بے حیثیت شبہ ہے جس کی کوئی وقعت و قیمت نہیں' اس سے یہ بات بھی معلوم ہو گئی کہ اس پر ایک ایسی چیز کیسے جاری کی جا سکتی ہے جو اللہ تعالیٰ نے کسی قسم کی عجز یا بھول و نسیان کی وجہ سے نہیں بلکہ بندوں کے حال پر رحم و کرم کے سبب مشروع نہیں

کی وَلَهُ الْحَمْدُ وَلَهُ الْمِنَّةُ۔

دوسرا شبہہ : اس روایت میں کہ نبی ﷺ نے امت کے لئے عقیقہ جاری کرنے کے بعد خود اپنی طرف سے بھی عقیقہ کیا' باوجود یہ کہ آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ کی طرف سے عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ ایسا فعل ہے جو دو مرتبہ نہیں کیا جاتا اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ایسا آپ نے آپ ﷺ کی نعمت ولادت کے شکرانہ میں کیا' تو اس کو اصل بنا کر میلاد کی بدعت کا جاری کرنا کیا صحیح نہیں؟۔

یہ شبہ پہلے سے زیادہ کمزور ہے جس کا نہ کوئی وزن ہے اور نہ قیمت کیونکہ یہ صرف اس احتمال پر قائم ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی نعمت ولادت کے شکر میں عقیقہ کیا اور احتمال ظن (گمان) سے بھی کمزور چیز ہے' جب کہ ظن پر بھی احکام شریعت ثابت نہیں ہوتے اور اللہ تعالی کا فرمان ہے کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے تم ظن سے پرہیز کرو کیونکہ ظن سب سے بڑا جھوٹ ہے۔

پھر دوسرا پہلو اس کا یہ ہے کہ کیا یہ بات ثابت ہے؟ کہ عقیقہ دور جاہلیت میں مشروع تھا اور اس پر عمل تا کہ عبدالمطلب نے اپنے بھتیجہ کی طرف سے عقیقہ کیا اور کیا اہل جاہلیت کے اعمال کا اعتبار اسلام میں ہو گا کہ یہ بات کہی جا سکے کہ حضور ﷺ نے شکرانہ کے طور پر عقیقہ کیا' نہ کہ ایک سنت جاری کرنے کے لئے کیونکہ عقیقہ آپ ﷺ کی طرف سے کیا جا چکا تھا۔؟

سُبْحَانَ اللّٰهِ : کیا ہی عجیب و غریب استدلال ہے؟ اگر یہ بات ثابت بھی ہو کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی نعمت ولادت کے شکر پر جانور کیا تھا تو اس سے یہ بات کب معلوم ہوئی کہ آپ کے یوم ولادت کو لوگوں کے لئے عید کا دن بنایا جائے؟ اور اگر تھا تو خود نبی کریم ﷺ نے اس کی دعوت کیوں نہیں دی اور اس کے اعمال و اقوال لوگوں کے سامنے کیوں نہیں بیان فرمائے؟ جیسا کہ آپ ﷺ نے عیدالضحی و عیدالفطر کے احکام بیان فرمائے' کیا آپ ﷺ بھول گئے یا آپ ﷺ نے نعوذ باللہ چھپایا جب کہ آپ ﷺ کو تبلیغ کا حکم تھا؟ اللہ جانتا ہے کہ نہ رسول اللہ ﷺ بھولے اور نہ آپ نے کوئی چیز چھپائی لیکن

انسان ہی کی فطرت میں سب سے زیادہ مجادلہ (بحث و مباحثہ) ہے۔

تیسرا شبہ : اس صحیح روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے عاشورہ[1] (دس محرم) کا روزہ رکھا اور اس کا حکم بھی دیا' جب آپ سے اس سلسلہ میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا یہ نیک دن ہے اس میں اللہ تعالی نے حضرت موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کو نجات دی تھی۔ (الحدیث)

اس میں شبہ یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے موسی علیہ السلام اور بنی اسرائیل کی نجات کے دن شکر کے طور پر روزہ رکھا اور اس کا حکم دیا تو ہم کیوں نہ یوم ولادت نبی کریم ﷺ کو روزہ کا نہیں' بلکہ کھانے پینے اور تفریح کا دن بنالیں۔

ما شاء اللہ کیا ہی الٹی سمجھ ہے (وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى) ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جس طرح نبی کریم ﷺ نے روزہ رکھا اسی طرح ہم بھی روزہ رکھتے نہ ہم رقص و سرور کے ساتھ جشن وخوشی منائیں اور کھانے پینے کی محفلیں جمائیں' اور کیا اللہ تعالی کا شکر ناچنے گانے اور کھانے پینے سے ہوتا ہے؟ ہرگز نہیں' ہرگز نہیں۔

پھر دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں اس کا حق کب ہے کہ اپنے لیے روزہ یا کوئی اور عبادت مسنون کریں' ہمارا فرض تو صرف اتباع واطاعت ہے' رسول اللہ ﷺ نے یوم عاشورہ کا روزہ رکھا تو اس دن روزہ رکھنا سنت ہے' اور یوم ولادت کے متعلق آپ ﷺ نے سکوت فرمایا تو ہم پر بھی اسی طرح خاموشی لازم ہے' اس کی کوشش کرنا جائز نہیں کہ اس دن کوئی روزہ یا نوافل شروع کریں' چہ جائے کہ کھیل کود اور لہو ولعب جاری کریں۔

چوتھا شبہ : اس صحیح روایت میں ہے کہ آپ ﷺ پیر وجمعرات کا روزہ رکھتے تھے اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ پیر کے دن ہی پیدا ہوا اسی دن نبی بنایا گیا اور جمعرات کے روز اعمال پروردگار کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں تو میں چاہتا ہوں کہ میرا نامہ اعمال پروردگار کے سامنے اس حال میں پہنچے کہ میں روزہ سے ہوں۔

---

(۱) عاشورہ کا روزہ کتب السنہ میں صحیح روایات سے ثابت ہے۔

اس میں شبہ یہ ہے جس پر بدعت میلاد کا اختراع کیا ہے کہ آپ ﷺ نے پیر کا روزہ رکھا اور اس کی علت یہ بیان فرمائی کہ: "یہ وہ دن ہے جس میں پیدا ہوا اور نبی بنایا گیا۔"

یہ شبہ اگرچہ پہلے شبہات سے بھی زیادہ کمزور ہے لیکن اس کی تردید کئی طرح سے ہوسکتی ہے۔

۱۔ اگر میلاد سے رسول اللہ ﷺ کی پیدائش پر اظہار شکر مقصود ہے تو معقول و منقول سے یہ بات لازم آتی ہے کہ اسی طرح کیا جائے جس طرح رسول اللہ ﷺ نے ادا کیا اور وہ طریقہ ہے روزہ، ہم بھی اسی طرح روزہ رکھیں جس طرح آپ نے روزہ رکھا، اور اگر یہ سوال ہو کہ روزہ کیوں؟ تو ہم کہہ سکتے ہیں آج کے دن ہمارے نبی سردار اس دنیا میں تشریف لائے اس کے شکر میں ہم روزہ رکھتے ہیں، لیکن میلاد والے روزہ تو رکھتے نہیں کہ اس میں نفس کی مخالفت ہے کہ لذت طعام و شراب چھوٹتی ہے اور وہ ان کا مقصود ہے، اب دو مقاصد کا ٹکراؤ ہوا تو من پسند کو اللہ و رسول کی پسند پر ترجیح دی، اور یہ اہل بصیرت و دانش مند کے نزدیک بڑی ہی لغزش ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ نے یوم ولادت ۱۲ ربیع الاول (اگر یہ روایت صحیح ہے) کو روزہ نہیں رکھا بلکہ پیر کے دن کا روزہ جو کہ ہر ماہ چار یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ آتا ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ ۱۲ ربیع الاول کو کسی کام کی تخصیص شارع علیہ السلام پر استدراک ہے، اور آپ کے عمل کی تصحیح کرنا ہے، اگر ایسا ہے تو کتنا ہی قبیح و مکروہ فعل ہے وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی

۳۔ اگر نبی کریم ﷺ نے دو شنبہ کا روزہ اپنی نعمت وجود اور آپ کو تمام لوگوں کی طرف بشیر و نذیر بنا کر مبعوث کرکے جو عزت دی اس کے شکر پر روزہ رکھا تو کیا آپ نے اس طرح جشن منایا تھا جس طرح اہل میلاد مناتے ہیں کہ اجتماعات ہوں، نغمے و نعتیں اور کھانا پینا ہو، کبھی نہیں آپ ﷺ نے صرف روزہ پر اکتفا فرمایا تو کیا امت کو اس پر کفایت نہیں کرنی چاہیے؟ جس پر اس کے نبی نے اکتفا کیا؟ کیا کوئی عقل مند شخص اس کی جرأت

کرسکتا ہے کہ کہے نہیں؟ تو جب بات ایسی ہے تو پھر شارع علیہ السلام پر رائے زنی اور ان کے کام پر زیادتی کیسی؟ جب کہ اللہ تعالی نے حکم دے دیا ہے۔

وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

اور رسول جو تم کو دے تو وہ قبول کرو اور جس چیز سے منع کرے تو رک جاؤ۔

اور اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ

"اے ایمان والو اللہ اور رسول (کی اجازت) سے پہلے تم سبقت مت کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ تمہارے سب (اقوال کو) سننے والا (اور تمہارے افعال کو) جاننے والا ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

"تم نئی نئی اشیاء سے پرہیز کرو کہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے۔"

اور ارشاد ہے

"اللہ تعالی نے کچھ حدود مقرور فرما دیئے ہیں ان سے تجاوز مت کرو' اور تمہارے اوپر کچھ فرائض فرض کئے ہیں تو ان کو ضائع نہ کرو اور کچھ چیزیں حرام کی ہیں تو ان کی بے حرمتی نہ کرو' اور کچھ چیزیں نسیان وبھول کی وجہ سے نہیں' بلکہ تمہارے لئے رحمت بنا کر بغیر بیان کئے چھوڑ دیں ہیں تو ان کو قبول کرو اور ان کی جستجو میں نہ لگو۔" (۱)

* * * * * *

---

(۱) اخرجه ابن جرير ورواه الحاكم وصححه عن ابى ثعلبه الخشنى رضى الله تعالى عنه

نعم البدل

قارئین کرام ! اگر یہ سوال کیا جائے کہ تم نے دلیلوں کی بھر مار اور حجتوں کی بوچھاڑ سے بدعت میلاد کو باطل قرار دے دیا' اب اس بدعت کا جو فی الجملہ خیر سے خالی نہ تھی کوئی بدل ہے؟ تو ان کے سامنے یہ نعم البدل پیش کرو۔

قصہ ولادت گوئی' نسب نامہ اور شمائل نبوی کو پڑھنے کا بدل تو یہ ہے کہ مسلمان خود ذاتی طور پر سنجیدگی کے ساتھ اپنی اپنی مساجد میں مغرب سے عشاء تک کسی عالم دین کے پاس بیٹھیں' جو کہ دین کے احکام بتائے اور سمجھائے اور جب اللہ تعالی کسی کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتے ہیں' ایسا کرنے سے نسب نامہ شریف بھی معلوم ہو جائے گا' اور خصائص وشمائل نبوی کو پڑھنے کا بھی موقع ملے گا اور پھر اس اسوہ کاملہ کو سامنے رکھ کر اس پر عمل کریں گے اس طرح رسول اللہ ﷺ کے حقیقی پیرو اور محب ہونگے' جو کہ ان پر خلوص وصداقت کے ساتھ جان وثار کرتے ہیں نہ کہ صرف دعوی کرتے ہیں اور باتیں بناتے ہیں۔

ذکر تلاوت قرآن کا بدل یہ ہے کہ ہر مسلمان کا صبح وشام اور آخری رات میں یومیہ کا ایک ورد ہونا چاہیئے۔

صبح کا ورد:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ (سو مرتبہ) اور لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ (سو مرتبہ)

شام کا ورد:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهُ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ (سو مرتبہ اور درود شریف سو مرتبہ)

آخری رات کا ورد!

آٹھ رکعت نماز پڑھنا' ہر رکعت میں ربع پارہ پڑھنا' آخر میں دو رکعت پڑھ کر ایک رکعت وتر پڑھنا' یہ سب کام مساجد میں نماز باجماعت ادا کرنے کی پابندی ساتھ ساتھ ہوں' خصوصا عصر و فجر کی نماز کا اہتمام ہو کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

من صلی البردین دخل الجنة

"جس نے بردین (عصر و فجر) کو پڑھا وہ جنت میں جائے گا۔"

سماع کا بہتر بدل یہ ہے کہ کچھ اچھے پڑھنے والوں جیسے یوسف کامل البھیثمی' المنشاوی' الصیفی' الدوری' الطیلاوی وغیرہ کی کیسٹ خرید لیں اور جب ذہنی خشکی اور یبوست کا احساس ہو ٹیپ کھول کر اور دل لگا کر سنیں تو اس کے اندر اللہ رب العزت کی ملاقات اور اس کے جوار میں رہنے کی رغبت سے وجد و صحیح کیفیت پیدا ہو گی کھانا کھلانے اور اصدقاء واحباب کے لئے دسترخوان وسیع کرنے کا دروازہ تو کھلا ہوا ہے اور اس کا طریقہ معروف ہے۔ اور عوام الناس تو کہتے ہیں۔ "من بید کل یوم عید" جس کی جیب گرم ہے اس کی ہر شب شب برات اور ہر دن دن عید ہے یہ کام تو کسی جشن و عبادت و حکم کا محتاج نہیں' کھانا پکائیں فقراء بلکہ اغنیاء کو بھی دعوت دیں کھائیں اور اللہ تعالی کی حمد و شکر کریں کیونکہ جو حمد کرتا ہے زیادتی کا مستحق ہوتا ہے اور اللہ تعالی شاکرین کو پسند بھی کرتے ہیں۔

* * * * * *

میلاد میں غلو برا ہے

بڑے ہی افسوس ورنج کی بات ہے کہ جو لوگ میلاد کرتے ہیں اور اس کو پسند کرتے ہیں ان میں بڑی تعداد ایسی پائی جاتی ہے اور ان میں بعض طالب علم بھی ہیں جو کہ اس بدعت کی تعظیم اور تکریم میں یہاں غلو کرتے ہیں کہ اگر کوئی اس کو بدعت ضلالت ہونے کی وجہ سے ناپسند کرتا ہے تو اس کو کفر کی طرف منسوب کرنے اور خارج الدین ٹھہرانے سے دریغ نہیں کرتے' اور کہتے ہیں فلاں شخص رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کرتا ہے یا ان سے بغض رکھتا ہے۔ کیونکہ اس کو میلاد یا جشن میلاد پسند نہیں' جب کہ اس کو یہ بات معلوم ہے کہ جو بھی رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کرے یا آپ سے محبت نہ رکھے وہ باتفاق مسلمین کافر قرار دیا جائے گا۔ اس طرح یہ کہنا کہ فلاں شخص رسول اللہ ﷺ کو ناپسند کرتا ہے۔ اس کو کافر بنانا ہے اور مسلمان کی تکفیر کافر بنانا کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔ اور جب کہ یہ بھی معلوم ہے کہ بدعت کو ناپسند اور اس سے روکنے اور باز رہنے کا کہنے والا مؤمن وصالح ہی ہوتا ہے تو اس کی تکفیر یا متہم بالکفر کس طرح ٹھہرایا جاسکتا ہے۔ والعیاذ باللہ اور شاید اس بدعت میں غلو کرنے والے نے رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے آنکھیں بند کرلیں جو حدیث ابن عمر رضی اللہ عنہ میں ہے اور جس کی صحت پر بخاری ومسلم متفق علیہ ہیں۔

"جب کسی شخص نے اپنے بھائی سے کہا اے کافر تو دونوں میں سے کسی ایک پر
یہ وبال آئے گا اگر وہ ویسا ہی ہے جیسا کہ کہا تو ٹھیک ورنہ اس پر ہی لوٹے گا"

اور رسول اللہ ﷺ کے اس قول سے بھی کان بند کرلئے جو ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متفق علیہ حدیث میں ہے۔ جس نے کسی شخص کو کفر سے پکارا یا عدو اللہ کہ اور وہ ایسا نہیں تو وہ اس پر ہی لوٹے گا" یعنی کفر اور لعنت اس پر ہی لوٹے گی۔ در

حقیقت یہ ایسی چیز ہے جس سے بڑا ہی تعجب ہوتا ہے۔ کیونکہ مسلمان کا مسلمان پر حق تو یہ تھا کہ اگر کسی نیکی کو کوئی مسلمان ترک کرے تو وہ اس کو اس کے کرنے کا حکم دے اور اگر کسی منکر کا ارتکاب کرے تو اس سے روکے اور اگر کوئی مسلمان اپنے بھائی کا حق کا ادا کرتے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا ہے تو اس کا وہ بھائی برا اور اس کو بد ترین بدلہ دیتا ہے کہ اس کو کفر کی طرف منسوب کرتا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ' اور حقیقت تو یہ ہے کہ یہ نتیجہ ہے مسلمانوں کے بگاڑ اور ان کے قلوب و اخلاق کے فساد کا کیونکہ تربیت اسلامی سے دوری ہے جو کہ مسلمانوں کی زندگی کی بنیاد اور کمالات سعادت کا ذریعہ ہے اور بڑے ہی افسوس کا مقام ہے کہ کئی صدیوں سے اس تربیت کے فقدان سے ان افراد کا بھی بحران ہے' جو تربیت کا فریضہ انجام دے سکیں' جب کہ امت محمدیہ کی اہم ضروریات میں سے اس کی روحانی واخلاقی تربیت ہے اور صدر اول میں جو امت نے کمالات و سعادت حاصل کی وہ اسی تربیت کا ثمرہ تھی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الاُمِّیّٖنَ رَسُوْلاً مِّنْهُمْ یَتْلُوْ عَلَیْهِمْ آیَاتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتَابَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلاَلٍ مُّبِیْنٍ۔	"وہ ہی ہے جس نے عرب کے ناخواندہ لوگوں میں ان ہی (کی قوم) میں سے سناتے ہیں اور ان کو عقائد باطلہ واخلاق ذمیمہ سے پاک کرتے ہیں اور ان کو کتاب اور دانشمندی (کی باتیں) سکھلاتے ہیں اور یہ لوگ (آپ کی بعث کے) پہلے سے گمراہی میں تھے۔"

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کا تزکیہ یہ ہی کیا کہ روزانہ کو مختلف معارف و حکمتوں کا درس دے کر ان کے نفوس کو کمالات کا عادی اور فضائل اخلاق کا پابند بنایا اور سنن و آداب کی مشق کرائی یہاں تک کہ کمالات سے آراستہ ہو گئے اور تزکیہ نفوس ہو گیا آپ ﷺ کے بعد آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہ نے ہر شہر و گاوں میں جہاں وہ تشریف لے گئے تربیت کا فریضہ انجام دیا۔ ان کے بعد ان کے تلامذہ تابعین اور تبع تابعین

نے ان کی جانشینی کی' اور امت اسلامیہ باکمال اور پاکیزہ خیر و عافیت کے ساتھ اس راہ پر گامزن رہی یہاں تک کہ اس تربیت اور ان مربین کا فقدان ہو گیا تو فرقہ بندی اور انار کی کا دور دورہ شروع ہو گیا۔ خواہشات و نفسانیت نے امت کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور ساتھ ہی تربیت کی زمام ایسے لوگوں نے تھام لی' جو اس کے اہل نہ تھے تو بد حالی و اضطراب میں اضافہ ہی ہو گیا اور امت "کریلا نیم چڑھا" کی مصداق ہو گئی۔

اخیر میں اب میرے اوپر یہ زمہ داری رہ جاتی ہے کہ اپنے اس مسلمان بھائیؑ کو نصیحت کروں جو کہ اس بدعت پر مصر ہے اور اور اس کے جواز یا اس کی افادیت کے پیش نظر یا یہ کہ بہت دن سے اس کے کرتے آنے اور اس سے مانوس ہونے کی وجہ سے اس کا چھوڑنا اس پر مشکل ہو گیا کیونکہ جس کے لئے یہ جشن منایا جاتا ہے ان کی طرف سے وہ اس پر مامور ہے۔

آپ ﷺ کا ارشاد ہے "تم میں سے جو برائی کو دیکھے تو اس کو ہاتھ سے بدل دے اور اگر اس اس کی قدرت و استطاعت نہیں تو زبانی ہی روکے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو دل ہی سے برا سمجھے اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے۔

اور آپ کا فرمان ہے۔ تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل کر دے پھر تم اس کو پکارو اور تمہاری سنوائی نہ ہو"۔

مسلمان کا فرض ہے کہ جب اس کا بھائی اس کو نیکی کا حکم دے یا برائی سے روکے یا کسی نیک کام کے کرنے اور برے کام کے چھوڑنے کا مشورہ دے تو اس کی بات مانے یا کم از کم حسن اسلوب سے اس کا جواب دے مثال کے طور کہے جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا آپ نے اپنا فرض ادا کر دیا میں اس مرض کا شکار ہوں' شاید اللہ تعالیٰ معاف کر دیں یا یوں کہے صحیح ہے کہ یہ بدعت ہے لیکن میں نے بعض اہل علم کو دیکھا ہے کہ وہ اس کے جواز کے قائل ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اس سلسلہ میں' میں ان کی اتباع کرتا ہوں اور امید ہے کہ خدا اس پر پکڑ نہ فرمائے گا۔

مسلمانوں کو تو اس طرح رہنا اور ہونا چاہئے نہ کہ اتباع نفس اور تعصب کی بنا پر

ایک دوسرے کی تکفیر اور نہ آپس میں لعن طعن کریں اور نہ دین میں غلو کریں وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَ سُوْءِ الاخْلَاقِ

* * * * * *

غیر مناسب سختی

الانصاف من النفس : کے اصول کے تحت یہ بھی جاننا اور کہنا مناسب ہے کہ مسلمانوں میں سے اکثر جو لوگ شریف کے جشن مناتے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں کرتے ہیں اور رسول اللہ کی محبت دین و ایمان ہے' اور جو رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھے اس سے محبت واجب ہے' اس لئے مسلمان کے لئے یہ درست و مناسب نہیں کہ اپنے اس مسلمان بھائی سے' جو کہ اس طرح کی بدعت ارتکاب کرتا ہے' بغض رکھے اس شخص نے اپنی ملک اور عالم اسلامی میں اکثر لوگوں کو ایسا کرتا پایا' اور پھر اس کا غالبا محرک اور مہمیز کرنے والی چیز سوائے اپنے نبی سے جذبہ محبت اور اس کے ذریعہ اللہ کا تقرب حاصل کرنے کی خواہش کے علاوہ کچھ نہیں' ورنہ پھر یہ غیر مناسب سختی ہو گی جیسی اس نے کی۔

اور جس طرح اس سے بغض درست نہیں اسی طرح صرف جشن میلاد منانے یا اس میں شرکت کرنے پر اس کو شرک و کفر سے ملا دینا بھی صحیح نہیں' کیونکہ اس طرح کی بدعت کا مرتکب یا اس میں شریک ہونے سے انسان کافر نہیں ہو جاتا اور مسلمان کو کفر و شرک کا داغ لگانا کوئی آسان بات نہیں' اس سلسلہ کی احادیث پہلے گزر چکی ہیں' تو نہ غلو ہونا چاہیے اور نہ سختی بلکہ عدل و انصاف ہونا چاہئے ورنہ ایک دوسرے کو لعن طعن کرنا گویا اپنے وجود کو اس امت کی حیثیت سے جو کہ حق کی طرف ہدایت دیتی ہے اور اس سے انصاف کرتی ہے کھونا ہے۔

مسلمان پر جو واجب ہے وہ صرف یہ کہ اپنے اس مسلمان بھائی کے سلسلہ میں جو "بدعت میلاد" کا ارتکاب کرتا ہے اس کو اس کا شرعی حکم بتائے پھر اس کو نرمی سے اس کے چھوڑنے کا کہے یہ بتاتے ہوئے کہ اس سے اس کو کوئی فائدہ حاصل ہونے والا نہیں'

کیونکہ وہ بدعت ہے اور ہر بدعت ضلالت ہے اور بدعت' ہدایت کے علاوہ کی چیز ہے اور اگر وہ انکار کرے تو نرمی سے منع کرے اور اس کے اس فعل پر زیادہ لعن و تشنیع نہ کرے' کیونکہ ایسا کرنے سے اس میں عناد و حجود پیدا ہو گا' جس کے نیتجہ میں وہ ہلاک ہو گا اور یہ بھی اس کے ساتھ ہلاک ہو گا کہ وہ اس کو ہلاک کرنے کا ذریعہ بنا' اس طرح دنوں ہی ناکام و نامراد ہو جائیں گے' برائی کا براہ راست اظہار کرنے سے یا منہ پر کہنے سے نبی کریم ﷺ پرہیز کرتے تھے' بلکہ یوں فرماتے تھے کہ "کیا ہو گیا ہے بعض لوگوں کو کہ ایسا ایسا کہتے ہیں اور یہ یہ کرنا چاہتے ہیں' اس لئے کہ طبیعت بشری اس طرح برائی کا مقابلہ برداشت نہیں کرتی' چاہے اس برائی میں ملوث ہو اور اس کا ارتکاب ہی کیا ہو' امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ "جس نے مسرا' خفیہ طور" اپنی بھائی کو نصیحت کی تو اس نے حقیقتاً نصیحت کی اور جس نے اس کو علانیہ نصیحت کی تو اس نے اس کو رسوا کیا"؟

یہ سب اس وقت ہے جب کہ اس منہ و عنہ بدعت میں شرکیہ اعمال و اقوال نہ ہوں' جیسے غیراللہ سے مانگنا' اس سے فریاد رسی کرنا' غیراللہ کے نام پر ذبح کرنا یا خشوع کے ساتھ غیراللہ کے لئے کھڑا ہونا کہ یہ بھی مظاہر عبادت میں سی ہے بلکہ اس میں صرف رسول اللہ ﷺ کی ولادت پار اظہار خوشی ہو' نعمت اسلام جس کو لے کر اللہ تعالی نے آپ ﷺ کو بھیجا۔ پر شکرانہ کے طور پر کھنا کھلانا ہو یا کچھ سیرت النبی پڑھی جائے یا کچھ نعتیں جو کہ الفاظ شرک اور مدح میں غلو سے خالی ہوئی سنی جائیں' عورتوں اور مردوں کے درمیان اختلاط نہ ہو اور نہ اس میں کسی برائی کا وجود ہو اور نہ کسی بھلائی کا ترک ہو' جیسے نماز چھوڑنا یا وقت سے موخر کرنا وغیرہ۔

لیکن اگر اس بدعت کے ساتھ کچھ شرک بھی اقوال و اعمال میں ساتھ ہو جائے یا اس میں فساد و باطل شامل ہو جائے تو پھر ایسی حالت میں جو مسلمان اس کو برا بلا کہہ رہا ہے اس میں سختی بھی کر سکتا ہے' اور جس حیثیت و طاقت کی برائی ہو اسی قوت کے ساتھ بات میں سختی اختیار کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس پر ضروری ہے کہ شرک و غیرہ حرام گناہوں کا معتر ہو کر چھوڑنے کا مطالبہ کرے' چاہے اس سے اس کے کرنے والے کا

بائیکاٹ و دوری ہی لازم آئے سلف صالح میں جب کوئی اپنے بھائی کو دیکھتا کہ وہ برائی کر رہا ہے تو اس کو روکتے اور اگر وہ اس پر مصر رہتا تو اس کو چھوڑ دیتے' یہاں تک کہ وہ اس برائی کو ترک کر دے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ بدعت میلاد اکثر شرکیہ اعمال و اقوال اور محرمات کے ارتکاب سے خالی ہوتی ہے تو اس صورت میں مسلمان نرمی و خوش اسلوبی سے مسلمانوں کو روکے اور اس کا شرعی حکم بتائے' اور مطلقاً بدعت کو ترک کرنے کی ترغیب دے کر اس موضوع پر بات کرے۔

اس لئے انہوں نے صرف ایمان اور اجر و ثواب کی امید کے جذبہ سے یہ کیا ہے تو لوگوں کے مقاصد و جذبات کا خیال رکھے' کیونکہ اسی حکمت کا مسلمان کو امربالمعروف اور نہی عمن المنکر کے سلسلہ میں حکم ہے۔

ہاں شرک' باطل یا فساد کے پائے جانے کی صورت میں یا اس بدعت کے ساتھ کوئی اور بھی شر ہو تو پھر اسی کے اعتبار سے برا بھلا کہنے میں سختی و نرمی' طاقت و قوت کا استعمال کرے اور اس میں جذبہ کار فرما' ہو بیان حق اور مسلمانوں کو نصیحت کرنے کے وجوب کو ادا کرنے کا اور مسلمانوں کی دین پر اس استقامت میں نصرت و مدد کرنے کا' تاکہ وہ دنیا و آخرت کے کمالات وسعادت حاصل کرسکیں۔

وَاللّٰهُ مِنْ وَّرَاءِ الْقَصْدِ وَهُوَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْهِ وَحْدَهُ التَّكَلَانُ

* * * * * *

اختتام

قارئین : رسالہ ہذا کی طرف سے شاید یہ سوال ہو کہ جب میلاد النبی تمام بدعات کی طرح حرام بدعت تھی تو علماء نے اس پر سکوت کیوں اختیار کیا اور اس کو چھوڑے رہے یہاں تک کہ وہ خوب پھیل گئی اور مسلمانوں کے عقائد کا جزو بن گئی' کیا ان پر واجب نہیں تھا کہ پانی سر سے اوپر ہونے سے پہلے ہے اس کی روک تھام کرتے اور بدعت کو بیخ دین سے اکھاڑ پھینکتے' انہوں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟

اس کا جواب ہم دریافت کرنے والے بھائیوں کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ علماء نے اس بدعت کو روز اول سے ہی برا کہا ہے اور اس کے رد میں رسائل تحریر فرمائے ہیں' جس کو المدخل لابن الحاج کے مطالعہ کا موقع ملا ہے وہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے' اسی طرح ان ٹھوس ردوں میں سے تاج الدین عمر بن علی اللخمی السکندری الفیہ المالکی صاحب شرح الفاکہانی کا رسالہ جو ابن ابی زید الشیرون کے رسالہ کے رد میں ہے جس کا نام "المورد فی الکلام علی المولد" انہوں نے رکھا۔ اس کے اختتام کے اخیر میں اس کی عبارت ہم نقل کریں گے (لیکن انحطاط کے دور میں قومیں داعی خیرو اصلاح کی دعوت پر لبیک کہنے میں اتنی ہی کمزور ہو جاتی ہیں اس لئے کہ مریض بدن پر ادنی تکلیف اثر انداز ہوتی ہے اور تندو مند و توانا جسم میں صرف بڑی اور قوی تکلیف ہی موثر ہوتی ہے محسوس مثال لیجئے کہ مضبوط و صحیح و سالم دیوار کو منہدم کرنے میں بڑے بڑے کدال و پھاوڑے ناکام ثابت ہوتے ہیں اور کمزور و خستہ دیوار ہوا کے جھونکے یا پاؤں کے دھکے سے گر جاتی ہے اس لئے اس بدعت کا اسلامی سوسائٹی میں باقی رہنے اور جم جانے سے یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ علما نے اس پر نکیر نہ کی' دلیل و مثال کے طور پر تاج الدین الفاکہانی کا رسالہ یہاں پیش کرتے ہیں۔

شیخ نے حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اما بعد: بعض مبارک لوگوں کی طرف سے اس اجتماع کے بارے میں جو کہ بعض لوگ ربیع الاول میں کرتے اور میلاد نام دیتے ہیں بار بار سوال ہوا کہ کیا اس کی شریعت میں کوئی اصل ہے' یا وہ دین میں بدعت نئی چیز ہے' اور اس کا جواب مفصل مانگا تو میں اللہ سے توفیق مانگتے ہوئے عرض کرتا ہوں۔

اس میلاد کی کتاب سنت میں میرے نزدیک کوئی اصل نہیں' اور نہ ان علماء متعقدمیں سے ہی جو کہ دین میں اسوہ ہیں اور آثار (حدیث) پر چلنے والے ہیں کسی سے اس کا ثابت کرنا نہیں' بلکہ وہ مبطلین کی من گھڑت بدعت ہے اور شہوت نفس ہے جس سے پیٹ بھرے لوگوں نے بڑی ہی دل چسپی لی اور اس کی دلیل یہ ہے کہ ہم احکام خمسہ کو جب اس پر منطبق کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا وہ واجب ہے یا مستحب ہے یا مباح ہے یا مکروہ ہے یا حرام تو وہ بالا جماع واجب تو نہیں' اور نہ مستحب ہے کیونکہ مستحب وہ ہے جس کے کرنے کا شارع نے حکم دیا ہو' لیکن اس کے چھوڑنے پر کسی قسم کی مذمت بھی نہ کی ہو' اور اس کے نہ شریعت نے اجازت دی ہے اور نہ صحابہ و تابعین اور دیندار علما سے مری معلومات کی حد تک اس کا کرنا ثابت ہے' اور اگر اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے بارے میں مجھ سے سوال کیا گیا تو یہی میرا جواب ہاں ہوگا' اور نہ وہ جائز ہے کہ مباح ہو' اس لئے کہ اجماع مسلمین سے دین میں بدعت جاری کرنا جائز نہیں' اب سوائے مکروہ و حرام کے کچھ نہیں بچتا اس لئے اب بات و فیصلہ دو ہی حالتوں پر ہوگا۔

(۱) ایک شکل یہ ہے کہ انسان اپنے ذاتی مال سے اپنے گھر والوں' دوستوں وغیرہ کے لئے محفل میلاد منعقد کرے اور اس میں صرف کھانے پینے سے بات آگے نہ بڑھے اور نہ کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب ہو تو یہ وہ شکل ہے جس کے بارے میں ہم نے بتایا کہ وہ ایک مکروہ بدعت ہے اور برائی ہے کیونکہ متقدمین فقہا اسلام علماء امت (جو کہ اپنے اپنے وقت میں اپنی اپنی جگہوں پر مشعل راہ اور زینت محفل تھے) میں سے کسی نے ایسا نہیں کیا۔

(۲) دوسری صورت یہ ہے کہ اس میں گناہ بھی شامل ہو جائے اور اس کو اتنی اہمیت دی جائے کہ انسان بادل ناخواستہ اور ناپسندیدگی و حسرو الم کے عالم میں بہت کچھ دینے پر مجبور

ہو جائے جب کہ علماء نے صراحت کی ہے کہ حیا و شرم سے مال لینا ایسا ہی ہے جیسا کہ تیغ و تلوار سے حاصل کیا جائے' اس کی قباحت اس وقت اور زیادہ ہو جائے گی جب اس کے ساتھ ساتھ گانے بجانے کا بھی اضافہ کردیا جائے' مختلف قسم کے آلات طرب کے ساتھ اور پھر مرد ونوجوان مردوں کے ساتھ سجی سنوری عورتوں کا اجتماع بھی ہو ناچ ورنگ اور کھیل کود میں انہماک ہو' اور قیامت و آخرت کو بھلا دیا جائے۔

اسی طرح صرف عورتوں کا جمع ہونا اور با آواز بلند گانا بجانا' یا پھر تلاوت و ذکر میں بھی مسنون و معروف حدود سے تجاوز کرنا' اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے قول اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ (بیشک آپ کارب نافرمانوں کے گھات میں ہے) کو نظرانداز کر دیا جائے تو اس کی حرمت میں کسی کا اختلاف نہیں اور نہ ہی پس کو اہل مروت اور شریف لوگ اچھا سمجھتے ہیں یہ صرف مردہ دل اور گناہوں میں ملوث افراد کے نزدیک ہی پسندیدہ ہے اور پھر مزید اس پر یہ ہے کہ وہ اس کو حرام منکر سمجھنے کے بجائے عبادت سمجھتے ہیں اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

"اسلام اجنبی بن کر ہی نکلا تھا اور پھر ایسا ہی ہو جائے گا"

اور امام ابو عمرو بن علا نے کیا ہی اچھی بات کہی ہے کہ لوگ اس وقت تک خیر پر رہیں گے جب تک وہ تعجب خیز چیز پر تعجب کرتے رہیں گے۔

اس سب کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ہے کہ ربیع الاول جس میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی' اسی ماہ میں آپ کی وفات بھی ہوئی تو خوشی و مسرت کے مقابلہ میں رنج والم بھی کم نہیں۔

جو بات ہمارے اوپر واجب تھی ہم نے عرض کردی اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت سے نوازے' یہاں تک الفاکہانی کے کتابچہ "المورد فی الکلام علی المولد" کی عبارت تھی' عجیب بات ہے کہ سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اس کو اپنی کتاب "الحاوی" میں ذکر کیا ہے اور وہیں سے ہم نے بھی لیا ہے' اور پھر اس پر رد کرنے کی ناکام کوشش بھی کی ہے اس لئے ان کے رد بہت ہی کمزور ہیں کیونکہ وہ باطل سے حق کو ختم کرنا چاہتے ہیں

وَالْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالٰی

قارئین کرام! آپ نے سیوطی رحمہ اللہ علیہ کے شبہات جن سے وہ بہت خوش تھے کہ انھوں نے میلاد کی اصل شریعت میں ڈھونڈ نکالی ہے کہ حقیقت دیکھ لی ہے اور رد بھی معلوم ہو گیا جو کہ طالب حق اور اس پر زندگی گزارنے والے کے لئے راستہ کو رد متن کرتا ہے اب اگر آپ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے ردود کو معلوم نہ بھی کریں تو کوئی حرج نہیں کہ آپ نے شبہات کی حقیقت دیکھ لی ہے جو کہ آپ کے لے کافی ہے۔

اس رسالہ کو پڑھنے کے بعد بھی میلاد کے سلسلہ میں شرح صدر نہ ہو اور برابر یہ ذہنی کشمکش ہو کہ ہ بدعت و ضلالت ہے کہ نہیں تو مندرجہ ذیل دعا کثرت سے پڑھیں امید ہی کہ اللہ تعالیٰ شک وشبہ کو دور کر کے حق واضح کر دے گا۔

وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍی قَدِیْر وَبِالاجَابَةِ جُدَیْر۔

دعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَاِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتَلَفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِكَ اِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

* * * * * *





ATEQAD PUBLISHING HOUSE (Regd.)
1561- KOTANA STREET, SUIWALAN, NEW DELHI-110002
091-11- 3276879 (O) 091-11- 3281754 (R) Fax No.: 3288347